حضرت علامہ پیر سائیں غلام رسول قاسمی

شیخ الحدیث والتفسیر، خواجہ پیر مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی

گستاخانِ رسول کے بارے میں صحابہ کرام کے تیرہ 13 فیصلے

ابو ذوہیب محمد ظفر علی سیالوی

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اصحابِ ثلاثہ کی نظر میں

ابو بلال محمد سیف علی سیالوی

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ

لِکُلِّ هَوْلٍ مِنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا

وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

صَلَّی اللہُ تعالٰی علیہ وعلٰی اٰلِہٖ واَصحٰبِہٖ وبارِک وسلَّم

فیضانِ نظر: شیخ المشائخ حضور خواجہ پیر سید محمد اسلم قادری علیہ الرحمۃ

محمد مسعود قادری

محمد جمیل اعظمی

0333.8403147
0313.9292373
E mail
jameelazmi1971@gmail.com

پروفیسر محمد منیر الحق کعبی

محمد خالد قادری اشرفی

E mail
mkhalidqadiri@gmail.com

حسنِ ترتیب

مفتی محمد معروف نقشبندی
صاحبزادہ محمد عبداللہ جیلانی
علامہ محمد عبدالرحمٰن قادری اشرفی

علامہ محمد فضل غنی قادری
علامہ خالد محمود قادری
علامہ اصغر علی قادری
علامہ محمد اعظم قادری اشرفی

قانونی مشیر
چوہدری غلام رسول
ایڈووکیٹ

قیمت فی شمارہ 30 روپے
زر سالانہ 360 روپے
U.K 20 پاؤنڈ سالانہ
U.S.A 40 ڈالر سالانہ
عرب امارات 100 درہم سالانہ

پبلشر: محمد مسعود قادری — پرنٹر: سلیمان تیمور — مقام اشاعت: الجامعۃ الاشرفیۃ علی مسجد مرکزی گجرات

خط و کتابت اور ترسیل زر کا پتہ: دفتر ماہنامہ "اہلسنت" الجامعۃ الاشرفیۃ علی مسجد مرکزی گجرات

حمد و نعت

جب گروں میں تو کوئی مجھ کو اٹھا دیتا ہے
یہ تصور تیری ہستی کا پتا دیتا ہے

جان و دل ہوش وخرد تیری عطائیں مولیٰ
سب جہانوں کو ترا حسن بھلا دیتا ہے

تیری قدرت کے ہیں ہر سمت سہانے منظر
اپنی عظمت پہ گواہی تو بجا دیتا ہے

ڈالیاں جھومتی ہیں تیری ثنا خوانی میں
پتا پتا تیری مدحت کی ہوا دیتا ہے

جز ترے بگڑی بنا سکتا ہے کس کی کوئی
ہاں مگر تو ہی جسے اذن عطا دیتا ہے

کیا ہی اعزاز ہے کیا میرا نصیبا یارب
اپنا محبوب مجھے راہ نما دیتا ہے

تیری تحمید مرے لب پہ ہو ہر دم جاری
دلِ مہجور ترے در پہ صدا دیتا ہے

(جل جلالہ)

کیا بات ہے اس شان کرم جود وسخا کی
ہر چیز طلب سے ہے مجھے پہلے عطا کی

یہ جان یہ ایمان یہ قرآن وہدایت
ہم پر یہ کرم آپ کا رحمت ہے خدا کی

کیا سمجھے بھلا کوئی بشر آپ کا رتبہ
تحیر میں پڑے عقل یہ بنیاد ہے خاکی

ہے آپ کے انوار سے ہر سمت اُجالا
ہے آپ کے فیضان سے توقیر وفا کی

یہ جرأت اظہار بھی ہے آپ کا احساں
بندوں میں وگرنہ تھی کہاں سوچ رسا کی

ہے آپ سا دنیا میں کہاں کوئی حق آگاہ؟
پیغام یہ دیتی ہے ہر اک موج صبا کی

چاہوں میں شفاعت کیلئے آپ کا دامن
مہجورؔ سدا میں نے یہی حق سے دعا کی

(ﷺ)

سید عارف مہجور رضوی

حمد و نعت

جب گروں میں تو کوئی مجھ کو اٹھا دیتا ہے
یہ تصور تیری ہستی کا پتا دیتا ہے

جان و دل ہوش وخرد تیری عطائیں مولیٰ
سب جہانوں کو ترا حسن بھلا دیتا ہے

تیری قدرت کے ہیں ہر سمت سہانے منظر
اپنی عظمت پہ گواہی تو بجا دیتا ہے

ڈالیاں جھومتی ہیں تیری ثنا خوانی میں
پتا پتا تیری مدحت کی ہوا دیتا ہے

جز ترے بگڑی بنا سکتا ہے کس کی کوئی
ہاں مگر تو ہی جسے اذن عطا دیتا ہے

کیا ہی اعزاز ہے کیا میرا نصیبا یارب
اپنا محبوب مجھے راہ نما دیتا ہے

تیری تمجید مرے لب پہ ہو ہر دم جاری
دلِ مجبورؔ ترے در پہ صدا دیتا ہے

(جل جلالہ)

کیا بات ہے اس شان کرم جود وسخا کی
ہر چیز طلب سے ہے مجھے پہلے عطا کی

یہ جان یہ ایمان یہ قرآن وہدایت
ہم پر یہ کرم آپ کا رحمت ہے خدا کی

کیا سمجھے بھلا کوئی بشر آپ کا رتبہ
تھک ہیں پڑے عقل یہ بنیاد ہے خاکی

ہے آپ کے انوار سے ہر سمت اجالا
ہے آپ کے فیضان سے توقیر وفا کی

یہ جرأت اظہار بھی ہے آپ کا احساں
بندوں میں وگرنہ تھی کہاں سوچ رسا کی

ہے آپ سا دنیا میں کہاں کوئی حق آگاہ؟
پیغام یہ دیتی ہے ہر اک موج صبا کی

چاہوں میں شفاعت کیلئے آپ کا دامن
مجبورؔ سدا میں نے یہی حق سے دعا کی

(صلی اللہ علیہ وسلم)

سید عارف مجبور رضوی

اداریہ

خواتین کا تشدد سے تحفظ

پنجاب 2016، قانون نمبر: XVI

(بلا تبصرہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس قانون کا مسودہ بارہ (A4) صفحات پر پھیلا ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

بمراد اس امر کے کہ تشدد کے خلاف خواتین کے تحفظ، ریلیف اور بحالی کا موثر نظام قائم کیا جائے۔ چونکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین اصناف کے درمیان مساوات کی ضمانت دے کر ریاست کو خواتین کے تحفظ کے لیے کوئی خصوصی قانون وضع کرنے کا اختیار دیتا ہے، لہٰذا ضروری ہو گیا ہے کہ خواتین کو گھریلو تشدد سمیت تشدد سے تحفظ فراہم کیا جائے۔ متاثرہ خواتین کو موثر خدمات کی فراہمی کے لیے ایک حفاظتی نظام قائم کیا جائے اور معاشرے میں ان کے حسب منشا آزادانہ کردار ادا کرنے کے لیے خواتین کی حوصلہ افزائی کی جائے اور سہولت بہم پہنچانے کے لیے موافق ماحول پیدا کیا جائے اور متعلقہ معاملات کے لیے اہتمام کیا جائے، لہٰذا صوبائی اسمبلی پنجاب کی جانب سے درج ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

گھریلو تشدد، جنسی تشدد، نفسیاتی دباؤ، معاشی استحصال اور اگر کوئی ان پر تشدد کرنے جا رہا ہو تو ان تمام صورتوں میں خواتین شکایت درج کرواسکتی ہیں۔ متاثرہ خواتین کے لیے دارالامان اور پروٹیکشن سنٹر قائم کیے جائیں گے۔ شدید تشدد کی صورت میں ملزم کے ہاتھ میں ٹریکر باندھ دیا جائے گا اور اسے گھر سے نکال دیا جائے گا۔

ضلعی افسر تحفظ خواتین، متاثرہ خاتون کو بچانے کی غرض سے کسی بھی وقت کسی بھی جگہ یا کسی بھی گھر میں داخل ہو سکتی ہیں۔

پروٹیکشن افسر کی مزاحمت کی سزا چھ ماہ قید یا پانچ لاکھ روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہے۔

قانون یا قواعد ہذا کے تحت نیک نیتی سے سرانجام دیے گئے کسی اقدام پر حکومت، حکومت کے کسی افسر، کمیٹی، کنوینیر یا کمیٹی کے کسی رکن، ڈسٹرکٹ ویمن پروٹیکشن افسر، ویمن پروٹیکشن افسر یا پروٹیکشن سسٹم کے کسی ملازم کے خلاف کوئی مقدمہ، استغاثہ یا دیگر قانونی کاروائی نہ کی جائے گی۔

(مذکورہ قانون کے خطرناک نتائج کے حوالے سے پیر سائیں غلام رسول قاسمی دامت برکاتہم کا مضمون اسی شمارہ میں پڑھیئے گا!)

حاضری بارگاہ نبوی ﷺ اور وسیلہ کی شرعی حیثیت

پیشوائے اہلسنت، حضرت علامہ پیر محمد افضل قادری

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

"وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَآءُ وْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا"۔

"اور اگر بیشک وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو آپ کے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت کردیں تو اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان پائیں گے۔"(۱)

آیت مبارکہ کے اس حصے میں گناہوں سے توبہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں حاصل کرنے کیلئے حبیب خدا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ پکڑنے کی تعلیم دی گئی ہے اور واضح فرمادیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توجہات وعنایات کے حصول کیلئے رسول اکرم ﷺ سے تعلق قائم کرنا اور پھر آپ ﷺ کا شفاعت فرمانا ضروری ہے۔

شان نزول اور گستاخ رسول کا حکم شرعی:

بشر نامی ایک منافق نے ایک یہودی کے حق میں ایک مقدمہ کا فیصلہ نبوی ماننے سے انکار کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیصلہ کے لئے رابطہ کیا۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس گستاخانہ فعل کی بنا پر اس کو قتل کردیا۔بعض لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اقدام کے خلاف احتجاج کیا تو ان آیتوں کا نزول ہوا۔حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مؤمنانہ اقدام کی تائید کی گئی اور اس کے خلاف احتجاج کرنے والوں کو اس گناہ سے توبہ کرنے کا طریقہ بتایا گیا۔

حضور ﷺ حیات ظاہرہ کی طرح قبر انور میں بھی زندہ ہیں اور وسیلہ ہیں:

قرآن مجید کی بہت سی آیات اگرچہ خاص مواقع پر نازل ہوئیں لیکن صحابہ کبار، تابعین اور ائمہ مفسرین نے عموم الفاظ سے احکام اور دلائل اخذ کئے ہیں۔(۲)

لہٰذا یہ ارشاد بھی عام ہے۔نیز یہ کہ حضور نبی اکرم ﷺ تمام جہانوں کیلئے رسول اور رحمت ہیں اور آپ کی رسالت عامہ اور شان رحمۃ للعٰلمین کا تقاضا ہے کہ آپ اپنی حیات ظاہرہ کی طرح وصال کے بعد بھی اپنی امت کیلئے وسیلہ اور شافع ہوں۔

چنانچہ بزاز نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُحَدِّثُوْنَ عَنِّیْ وَاُحَدِّثُ لَکُمْ وَوَفَاتِیْ خَیْرٌ لَّکُمْ تُعْرَضُ عَلَیَّ اَعْمَالُکُمْ فَمَا رَاَیْتُ مِنْ خَیْرٍ حَمِدْتُ اللّٰہَ عَلَیْہِ وَمَا رَاَیْتُ مِنْ شَرٍّ اِسْتَغْفَرْتُ اللّٰہَ لَکُمْ"۔

"میری ظاہری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے تم مجھ سے (رہنمائی کیلئے) گفتگو کرتے ہو اور میں تم سے گفتگو کرتا ہوں۔اور میری

۱: "قرآن مجید" پارہ نمبر: ۵، سورۃ النسآء، آیت نمبر: ۶۴۔

۲: "اتقان السیوطی"۔

وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہے، تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے، میں اچھے اعمال پر اللہ کی حمد بیان کروں گا اور برے اعمال پر تمہارے لئے مغفرت کی دعا کروں گا۔"(۳)

امام علی بن ابو بکر الھیثمی نے اس حدیث کے صحیح ہونے کی توثیق فرمائی ہے۔(۴)

اس حدیث صحیحہ سے نبی اکرم ﷺ کا قبر انور میں وسیلہ اور شافع ہونا ثابت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کبار آپ کی حیات ظاہرہ کی طرح آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کو اپنی حاجات کے لئے وسیلہ بناتے اور آپ سے فریاد رسی کرتے تھے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

☆ امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام ابن خزیمہ، امام حاکم، امام احمد، امام طبرانی اور کئی دیگر محدثین نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ

"ایک نابینا صحابی نے نبی اکرم ﷺ سے آنکھوں کی بینائی کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اگر تو چاہے تو دعا کرتا ہوں اور اگر تو صبر کرے تو زیادہ بہتر ہے۔

نابینا صحابی ؓ نے دعاء کیلئے اصرار کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: اچھی طرح وضو کر کے دو رکعتیں پڑھو پھر یہ دعا پڑھو:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ"۔

"اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے نبی، نبی رحمت کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔ یا محمد (ﷺ) میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت کیلئے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ وہ پوری کی جائے۔ اے اللہ! میرے حق میں حضور کی شفاعت قبول فرما۔"(۵)

اس حدیث کے راوی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ نابینا صحابی واپس آئے:

"وَقَدْ اَبْصَرَ کَاَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ بِهٖ ضُرٌّ"۔

"وہ بینا ہو چکے تھے، گویا کہ انہیں پہلے کوئی بیماری نہیں تھی۔"(۶)

قارئین! یہ تو نبی اکرم ﷺ کی حیات ظاہرہ کا واقعہ ہے۔

جب نبی اکرم ﷺ وصال فرما گئے تو بھی صحابہ کرام اسی دعاء کے الفاظ کے ساتھ وسیلہ نبوی اختیار کرتے اور اس طرح ان کی حاجات پوری ہوتیں۔

چنانچہ امام طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ

"ایک شخص امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کسی کام کے لئے حاضر ہوتا تھا اور آپ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے تو اسے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نفل پڑھو اور یہ دعا (جو دعاء نبی علیہ السلام نے نابینا صحابی کو تعلیم فرمائی تھی) پڑھو اور پھر میرے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلو۔

اس شخص نے وسیلہ نبوی والی دعاء پڑھی اور امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کا خادم باہر نکل کر اسے حضرت عثمان غنی کے پاس لے گیا اور اسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بڑی عزت کے ساتھ بٹھایا اور

۳: "مجمع الزوائد" باب ما یحصل لامتہ ﷺ من استغفارہ بعد وفاتہ، جلد نمبر:۹، صفحہ:۲۴، القاہرہ۔ و "مسند البزار" مسند عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جز:۵، صفحہ:۳۰۸، حدیث:۱۹۲۵۔

۴: "مجمع الزوائد" باب ما یحصل لامتہ ﷺ من استغفارہ بعد وفاتہ، جلد نمبر:۹، صفحہ:۲۴، القاہرہ۔

۵: "سنن ترمذی" کتاب الدعوات عن رسول اللہ، باب فی الدعا الضیف، حدیث:۳۵۰۲، ترقیم العلمیہ۔ و "سنن ابن ماجہ" کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنۃ فیہما، باب ماجاء فی صلوٰۃ الحاجہ، حدیث:۱۳۷۵۔ و "صحیح ابن خزیمہ" کتاب الصلوٰۃ، جز:۲، صفحہ نمبر:۲۲۵، حدیث نمبر:۱۲۱۹۔

۶: "مستدرک علی الصحیحین للحاکم" کتاب الدعا والتکبیر والتہلیل الخ، باب جز:۱، صفحہ:۷۰۷، حدیث:۱۹۳۰۔ و "مسند احمد" مسند الشامیین، حدیث عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حدیث:۱۶۲۰۵۔

حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس سے کام دریافت کر کے کام کر دیا۔

باہر نکل کر اس شخص نے حضرت عثمان ابن حنیف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ کی سفارش کی وجہ سے حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے میرا کام کر دیا ہے۔ جس پر حضرت عثمان بن حنیف رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے نابینا صحابی کا واقعہ بیان کیا اور بتایا کہ میں نے تمہاری سفارش نہیں کی۔"(۷)

اس حدیث کو بہت سے محدثین کے علاوہ وہابیہ کے امام ابن تیمیہ نے اپنی کتاب "التوسل والوسیلة" اور علامہ شوکانی نے بھی "تحفة الذاکرین" میں نقل کیا ہے۔

☆ شارح بخاری امام احمد قسطلانی نے "مواہب لدنیہ" میں روایت کیا ہے کہ وصال نبوی کے بعد ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ روتے ہوئے حاضر ہوئے اور چہرہ انور سے کپڑا اٹھا کر عرض کیا:

"اُذْكُرْنَا يَا مُحَمَّدُ عِنْدَ رَبِّكَ وَلْنَكُنْ مِّنْ بَالِكَ"

"یا محمد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم)! اپنے پروردگار کے پاس ہمیں یاد کرنا اور ضرور ہمارا خیال رکھنا۔"

☆ "شفاء السقام للسبکی" اور دیگر کتب میں حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ:

"نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے وصال کے تین دن بعد ایک اعرابی مدینہ منورہ میں آیا اور اس نے اپنے آپ کو قبر مبارک پر لٹا دیا اور مٹی سر میں ڈالی اور "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا الخ" پڑھ کر عرض کیا:

حضور میں حاضر ہو گیا ہوں تا کہ آپ میرے لئے مغفرت طلب فرمائیں۔ تو قبر مبارک سے آواز آئی:

"قَدْ غُفِرَ لَكَ۔"

"بیشک تجھے بخش دیا گیا ہے۔"

عماد الدین امام حافظ اسماعیل بن کثیر دمشقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے امام شافعی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے استاذ گرامی حضرت امام عتبی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے بارے میں لکھا ہے کہ امام عتبی فرماتے ہیں:

"میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی قبر انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور عرض کیا:

السلام علیک یا رسول اللہ! میں نے اللہ تعالیٰ کا کلام سنا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا الی اخرہ۔"

میں آپ کے پاس اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے اور آپ کو اپنے رب کی طرف شفیع (سفارش کرنے والا) بناتے ہوئے حاضر ہو گیا ہوں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے۔

یاخیر من دفنت بالقاع اعظمه
فطاب من طیبین القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنه
فیه العفاف والجود والکرم

پھر اعرابی لوٹا تو مجھ پر نیند غالب آ گئی تو مجھے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا:

"الحق الاعرابی فبشره ان الله قد غفر له۔"

"اعرابی کے پیچھے جاؤ اور اسے خوشخبری سناؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا ہے۔"(۸)

☆ محدث ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دور خلافت میں قحط پڑا تو حضرت بلال بن حارث مزنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قبر نبوی پر حاضر ہوئے اور عرض کیا:

"يَا رَسُوْلَ اللهِ اِسْتَسْقِ لِاُمَّتِكَ فَاِنَّهُمْ هَلَكُوْا۔"

"یا رسول اللہ! (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم) آپ اپنی امت کے لئے بارش کی دعاء فرمائیں کیوں کہ وہ ہلاک ہونے والی ہے۔"

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے خواب میں فرمایا:

"ائت عمر فاقرأه السلام واخبره انکم تسقون۔"

۷: "معجم صغیر للطبرانی" باب الطاء، من اسمه طاہر، جز: ۱، صفحہ: ۲۲۰، حدیث نمبر: ۵۰۹۔ و "جامع صغیر للسیوطی" جلد: ۲، تتمہ باب حرف الف، حدیث: ۱۵۰۸۔ صحیحہ السیوطی۔

۸: "تفسیر ابن کثیر" جلد نمبر: ۱، صفحہ نمبر: ۵۲۰۔

"عمر کے پاس جاؤ انہیں سلام کہو اور بشارت دو کہ بارش ہوگی۔"(۹)

☆ "فتوح الشام" میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابو عبیدہ ابن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام اپنا خط دے کر یرموک بھیجا تو وہ مسجد سے نکل کر واپس آئے اور روضہ شریف پر حاضر ہوئے۔ وہاں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عباس اور حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی موجود تھے۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عباس عم الرسول اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دعا کی درخواست کی تو دونوں نے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی:

"اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اس نبی مصطفیٰ اور رسول مجتبیٰ کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں جن کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی تو ان کی دعا قبول ہوگئی اور ان کی لغزش معاف ہوگئی۔ اے اللہ! عبداللہ کے لئے راستہ آسان فرما، اور دور کو نزدیک فرما، اور اپنے نبی کے اصحاب کی مدد فتح سے فرما! بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

صحابہ کرام قبر انور کی طرح دور دراز سے بھی حضور کو امداد کیلئے پکارتے تھے:

حافظ ابن کثیر دمشقی نے "البدایہ والنہایہ" میں جنگ یمامہ کے بارے میں لکھا ہے:

"وَكَانَ شِعَارُهُمْ يَوْمَئِذٍ يَا مُحَمَّدَاهُ۔"

"اس دن صحابہ کبار کا مخصوص لفظ "یا محمداہ" تھا۔"

اور "یا محمداہ" کا معنی ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری مدد فرمائیں۔

"فتوح الشام" جلد اول میں ہے کہ صحابی رسول حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ حلب میں جب دیکھا کہ دشمن کی تعداد مسلمانوں کی تعداد سے دس گنا ہوگئی ہے اور کئی مسلمان بھاگنے لگے ہیں تو یوں پکارا:

"يَا مُحَمَّدُ يَا مُحَمَّدُ يَا نَصْرَ اللهِ انْزِلْ۔"

"اے محمد! اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اے اللہ کی مدد نزول فرما!"

جس کے نتیجے میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگئی۔

یہ چند حوالے بطور نمونہ لکھ دیئے ہیں، وگرنہ صحابہ کرام تابعین اور سلف صالحین کے بارے میں سینکڑوں ہزاروں حوالہ جات کتب معتبرہ میں موجود ہیں جن سے بالا عقائد روز روشن کی طرح ثابت ہیں۔

وسیلہ کے بارے میں وہابیہ کا خطرناک عقیدہ:

کتاب "رہنمائے حج وعمرہ وزیارت مسجد نبوی" مطبوعہ وزارت اوقاف سعودی عرب کے صفحہ: ۶۴ پر ہے:

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی طرح کا سوال کرنا شرک ہے۔"

نیز اسی کتاب کے صفحہ: ۱۳ پر ہے:

"جس نے اللہ اور اپنے درمیان کسی کو سفارشی بنایا اسے پکارا اور اس سے شفاعت کی درخواست کی اور اس پر بھروسہ کیا، وہ باجماع امت کافر ہوگیا۔"

وہابیہ کے اس عقیدہ پر کسی تبصرہ کے بغیر قارئین سے التماس کروں گا کہ وہ مندرجہ احادیث وروایات کی روشنی میں خود فیصلہ کریں کہ ان کا عقیدہ کس قدر خطرناک ہے؟

اس نئے عقیدہ کی رو سے صحابہ کرام اور روئے زمین کے مسلمان کافر ومشرک قرار پاتے ہیں۔ اور آجکل حرمین شریفین میں اسی بے ہودہ عقیدہ کی تبلیغ ہوتی ہے اور حجاج وزائرین میں ایسا زہریلا لٹریچر تقسیم کیا جاتا ہے اور مسلمانان عالم اس ظلم عظیم کے خلاف مجرمانہ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس پرفتن دور میں مسلمانوں کو صحابہ اور سلف صالحین کے عقیدہ پر ثبات واستقامت عطا فرمائے اور یہود ونصاریٰ کے بنائے ہوئے فرقوں سے محفوظ رکھے۔

آمِين بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ أَفْضَلُ التَّحِيَّةِ وَالتَّسْلِيمِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

9: "مصنف ابن ابی شیبہ" جلد نمبر: ۱۲، صفحہ نمبر: ۳۲ و "کنز العمال" جلد نمبر: ۸، صلوٰۃ الاستسقاء، حدیث نمبر: ۲۳۵۳۵۔

درس حدیث

زیارت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علامہ پیر سائیں غلام رسول قاسمی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

1: حج کے بعد محبوب کریم ﷺ کی زیارت کے لیے جانا واجب کے قریب ہے بلکہ اسے واجب ہی کہنا زیادہ مناسب ہے۔ اس لیے کہ جس ہستی کے طفیل ہمیں اسلام نصیب ہوا، حج کی عبادت عطا ہوئی، جس نے ہمیں حج کے مناسک و آداب سکھائے، آج کوئی شخص حج کر چکنے کے بعد اسی محسن و مربی کو فراموش کر کے گھر واپس آجائے تو یہ اس کی بدنصیبی کی انتہا ہے۔ خصوصاً جب کہ محبوب کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا کہ:

"مَنۡ حَجَّ الۡبَیۡتَ وَلَمۡ یَزُرۡنِیۡ فَقَدۡ جَفَانِیۡ۔"

"یعنی جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا اس نے مجھ سے بے وفائی کی۔" (1)

2: اور فرمایا:

"جس نے میری قبر کی زیارت کی اس پر میری شفاعت واجب ہے۔" (2)

اور فرمایا جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حیات میں زیارت کی۔ (3)

3: حبیب کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَنۡ زَارَنِیۡ مُتَعَمِّداً کَانَ فِیۡ جِوَارِیۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ۔"

"یعنی جس نے ارادۃً میری زیارت کی وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔" (4)

اس حدیث شریف میں "مُتَعَمِّداً" (یعنی ارادہ کرتے ہوئے) کے لفظ سے ظاہر ہے کہ مدینہ شریف کی طرف سفر شروع کرتے وقت سرکارِ دوعالم ﷺ کی زیارت کی نیت اور ارادہ کرنا چاہیے۔ جس حدیث شریف میں ہے کہ تین مسجدوں (یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ) کے علاوہ سپیشل سفر مت کرو، تو اس حدیث شریف میں صرف مساجد کی بات ہو رہی ہے یعنی ان مسجدوں کے علاوہ کسی دوسری مسجد میں نماز پڑھنے کی خاطر سپیشل سفر کرنا منع ہے۔ ورنہ حج کے دوران عرفات، مزدلفہ، منیٰ میں جانا، جہاد، ہجرت اور ماں باپ کی زیارت وغیرہ سب کام حرام ہو جائیں گے۔

اگرچہ قبرِ نبی، مزارِ نبی اور روضۂ رسول کے الفاظ استعمال کرنا جائز ہے اور بعض احادیث میں بھی سمجھانے کے لیے عام اصطلاح کے طور پر قبر کا لفظ استعمال ہوا ہے اور سمجھانے کے لیے بعض اوقات ہمیں بھی یہ لفظ استعمال کرنا پڑتا ہے، لیکن قبر کی زیارت کا لفظ عوام کی قبروں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی شان کو عام مسلمانوں سے ممتاز رکھنے کا حکم دیا ہے۔ (5)

لہٰذا ہمارے لیے مناسب یہی ہے کہ قبرِ نبی کی زیارت کی بجائے نبی کریم ﷺ کی زیارت کے الفاظ استعمال کریں۔ یہی قول

1: ابن عدی 7/14۔

2: "سنن الدار قطنی" حدیث: 2669، الشفا 2/68، الوفا 2/800 ورواہ البزار 2/57 عن موسیٰ بن ہلال۔

3: سنن الدار قطنی حدیث: 2667، السنن الکبریٰ للبیہقی حدیث: 5/246۔

4: "الضعفا للعقیلی" حدیث: 2163، شعب الایمان للبیہقی حدیث: 4152۔

5: "النور": 63۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔(۶)

قرآنی الفاظ "جَاءُوكَ" (یعنی گناہ گار لوگ تیرے پاس آجائیں) بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ چند سطریں پہلے ایک حدیث گزر چکی ہے جس میں "مَنْ زَارَنِي" کے الفاظ ہیں یعنی جس نے میری زیارت کی۔

حضرت ابوایوب انصاری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی مزارِ اقدس پر حاضر ہو کر یہی کہا تھا کہ:

"آتَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ"۔

"یعنی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں۔"(۷)

نیز محبوب کریم اپنی قبر انور میں زندہ ہیں۔ اسی لیے بعض علماء نے زیارت النبی ﷺ ہی کا عنوان قائم فرمایا ہے۔(۸)

۴: مدینہ منورہ کی طرف سفر، مدینہ منورہ میں داخلہ، مدینہ منورہ کی مقدس گلیوں میں سفر، سواری سے اترنا اور حرم حبیب تک چل کر حاضر ہونا یہ تمام ایسے مراحل ہیں کہ محبت والوں کو قدم قدم پر ہماری راہنمائی کام نہیں دے سکتی۔ ہاں البتہ حرم حبیب ﷺ میں حاضری دینے والے خوش نصیبوں کو فقیر راقم الحروف دعا دیتا ہے کہ اللہ کریم آپ کو ادب کی توفیق دے اور محبت حبیب ﷺ میں مست بنائے۔

۵: جب روضہ انور دور سے نظر آجائے تو کثرت سے درود و سلام پڑھنا چاہیے۔

۶: حاضری سے پہلے تازہ وضو، مسواک اور اگر ہو سکے تو غسل کرنا چاہیے۔ بہترین لباس، خوشبو اور سرمہ لگا کر حاضری کے لیے نکلنا چاہیے۔

۷: مسجد شریف کی حد میں داخل ہونے سے پہلے جوتے اتار لینا مناسب ہے۔

۸: مسجد شریف کے باہر اپنا موبائل بند کر دیں۔

بابِ جبریل کے پہلو میں ذرا دھیرے سے
فخر جبریل کو کہتے ہوئے یوں پایا گیا

اپنی پلکوں سے درِ یار پہ دستک دینا
اونچی آواز ہوئی عمر کا سرمایہ گیا(۹)

۹: مسجد شریف کے دروازے پر پہنچ کر درود شریف کی کثرت کرنی چاہیے اور ادب کا ایک انداز یہ ہے کہ داخل ہوتے وقت ایک لمحہ کے لیے رک جائیں اور رک کر پھر داخل ہوں، جیسے اجازت لے کر داخل ہو رہے ہوں۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر مسجد میں داخل ہونے کی مسنون دعا:

"اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ"۔

پڑھنی چاہیے اور دایاں پاؤں پہلے رکھنا چاہیے۔

۱۰: مسجد شریف میں داخل ہو کر اگر فرض نماز کا وقت ہو تو پہلے نماز پڑھیں۔ یہی نماز تحیۃ المسجد کے بھی قائم مقام ہو جائے گی۔ اور اگر نماز کا وقت نہیں تو دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کریں اور اللہ کریم سے محبوب کریم ﷺ کی بارگاہ ناز میں ادب سے حاضری دینے کی توفیق مانگیں۔

۱۱: سر جھکائے ہوئے باب السلام کی جانب سے قبر انور کی طرف چلیں۔ دوسرے زائرین کا احترام کریں۔ کسی کو دھکا مت دیں۔ زائرین کی قطاریں لمبی ہوں تو کسی کو کراس نہ کریں۔

۱۲: حبیب کریم ﷺ بلکہ تمام انبیاء عَلَیْہِمُ السَّلَام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

"اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ"۔

"یعنی انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔"(۱۰)

لہٰذا قبر انور کے سامنے پہنچ کر قبر انور کی طرف منہ کر لیں اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر لیں اور نبی کریم رؤف و رحیم ﷺ کو قبر انور میں زندہ سمجھتے ہوئے نہایت ادب کیساتھ نماز کی طرح ہاتھ باندھ لیں اور دھیمی آواز کیساتھ عرض کریں۔

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ
اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللهِ

۶: "الشفاء" جلد: ۲، صفحہ: ۷۹۔

۷: "مسند احمد" حدیث: ۲۳۶۴۸، مستدرک حاکم حدیث: ۸۷۴۹۔

۸: "مثلا نور الایضاح" صفحہ: ۱۸۷۔

۹: حضرت خواجہ محمد فخر الدین سیالوی قدس سرہٗ۔

۱۰: "مسند ابی یعلی" حدیث: ۳۴۲۵، مجمع الزوائد حدیث: ۱۳۸۱۲۔

اس طرح کے درود شریف جی بھر کر پڑھیں۔ اور پھر محبوب کریم ﷺ کے احسانوں کا شکریہ ادا کریں کہ آپ ﷺ نے ہمیں دین دیا اور سکھایا۔ آپ ﷺ کو قیامت کے دن شفاعت کی درخواست کریں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور پر قبلہ کی طرف سے آؤ، اپنی پشت قبلہ کی طرف کرلو اور چہرہ قبر انور کی طرف کرلو۔ پھر کہو:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔" (۱۱)

صحابہ کرام اگر نماز میں ہوتے اور انہیں محبوب کریم ﷺ آواز دیتے تو صحابہ کو اللہ کریم نے حکم دیا ہے کہ نماز توڑ کر حبیب کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں:

"یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ۔" (۱۲)

ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے تھے کہ حبیب کریم ﷺ نے حجرہ مبارک کا پردہ اٹھا کر مسجد میں دیکھا۔ تمام صحابہ کرام نے حضور ﷺ کو دیکھنا شروع کر دیا مگر پھر بھی نماز نہیں ٹوٹی۔ (۱۳)

ہر نماز میں ہم اللہ کی بارگاہ میں بیٹھ کر:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ۔"

کے الفاظ کے ساتھ محبوب کریم ﷺ کو خطاب کرتے ہیں۔ مگر نماز میں خلل تو درکنار اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔

ایک نابینا صحابی کو محبوب کریم ﷺ نے یہ دعا سکھائی۔ وہ صحابی اللہ کی بارگاہ میں بیٹھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ رہے تھے۔ اسی دعا میں وہ کبھی اللہ تعالیٰ کو مخاطب ہوتے اور کبھی حبیب کریم ﷺ کو مخاطب ہوتے تھے۔

دعا یہ ہے کہ:

"اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی رحمت محمد ﷺ کا تجھے واسطہ دیتا ہوں۔ یا نبی اللہ میں آپ کے ذریعے سے اللہ کی بارگاہ میں متوجہ ہوتا ہوں تا کہ وہ میری حاجت روائی کرے۔ اے اللہ میرے حق میں اپنے نبی کی شفاعت قبول فرما۔" (۱۴)

اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے وقت محبوب کریم ﷺ کی خدمت میں بھی درخواست پیش کر دینا اور دونوں طرف کا خطاب باہم گڈمڈ کر دینا جائز ہے۔ ان حدیثوں سے حضور کریم ﷺ کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا ثابت ہے اور حضرت عثمان بن حُنَیف والی حدیث سے ہاتھ اٹھا کر دعا کی طرح عرض کرنا ثابت ہے۔

ایک مرتبہ خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب کریم ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہوئے، آپ نے کھڑے ہو کر ہاتھ اٹھائے حتیٰ کہ دیکھنے والوں کو یوں لگا کہ انہوں نے نماز شروع کر دی ہے۔ (۱۵)

چاند کو دیکھ کر مسنون دعا مانگنے والا "اَللّٰهُمَّ" کہہ کر اللہ کریم سے دعا مانگ رہا ہوتا ہے۔

اور اسی دوران "رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللهُ" کہہ کر چاند کو خطاب کر رہا ہوتا ہے اور اُس وقت اس کا منہ چاند ہی کی طرف ہوتا ہے، اس وقت چاند کی طرف پیٹھ نہیں کی جاتی۔ عام قبرستان میں جا کر سلام اور دعا کرتے وقت اور "یَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَکُمْ" کے دعائیہ الفاظ کہتے وقت زائر کا منہ قبرستان کی طرف ہوتا ہے نہ کہ پیٹھ۔ امام جب سلام پھیرتا ہے تو اپنا چہرہ مقتدیوں کی طرف پھیر کر دعا کرتا ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ مقتدیوں سے دعا مانگ رہا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک مومن کی شان کعبہ سے بڑھ کر ہے۔ (۱۶)

جب ایک مومن کی شان کعبے سے زیادہ ہے تو ایک ولی کا کیا مقام ہوگا، پھر ایک صحابی کا کیا مقام ہوگا، پھر ایک نبی کا کیا مقام ہوگا اور

۱۱: "مسند امام اعظم" صفحہ: ۱۲۶۔
۱۲: "انفال": ۲۴۔
۱۳: "بخاری حدیث": ۶۸۰، مسلم حدیث: ۹۴۴۔
۱۴: "ترمذی حدیث": ۳۵۷۸، ابن ماجة حدیث: ۱۳۸۵، "السنن الکبری للنسائی" حدیث: ۱۰۴۹۵۔
۱۵: "الشفاء" جلد: ۲، صفحہ: ۷۰۔
۱۶: "ابن ماجة" حدیث: ۳۹۳۲۔

پھر سید الانبیاء ﷺ کا کیا مقام ہوگا؟ حضور کے جسمِ اطہر کو چھونے والی مٹی عرش سے بھی اعلیٰ و افضل ہے اور آپکا روضۂ انور کعبے کا بھی کعبہ ہے، تو کعبے کے مقابلے پر حضور نبی کریم ﷺ کیطرف پیٹھ کر لینا کتنی قبیح حرکت ہوگی؟

جب ہم کسی بھی مسلمان کو السلام علیکم کہتے ہیں تو بلاشبہ یہ دعا ہی ہے جو ہم اپنے مسلمان بھائی کو دے رہے ہوتے ہیں مگر یہ دعائیہ جملہ بولتے وقت ہمارا منہ اپنے مسلمان بھائی کی طرف ہوتا ہے نہ کہ پیٹھ۔

یہ ناقابل تردید دلائل ہیں جن کی بنا پر علماء اسلام نے تصریح فرمائی ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے روضۂ انور کے سامنے نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر سرکار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونا چاہیے۔

چنانچہ "فتاویٰ عالمگیری" جو علماء کی ایک عظیم جماعت نے مل کر لکھا ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

"وَیَقِفُ کَمَا یَقِفُ فِی الصَّلٰوۃِ۔"

"یعنی اس طرح کھڑا ہو جس طرح نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔"(۱۷)

اور وہیں کھڑے ہو کر روضۂ پاک کی طرف منہ کر کے ہر طرح کی دعائیں مانگنا بھی لکھا ہے۔

سیدنا و مولٰینا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب کریم ﷺ کے دفن ہونے کے تین دن بعد ہم نے ایک اعرابی کو دیکھا، وہ محبوب کریم ﷺ کی قبر انور پر سر رکھ کر اور اپنے سر پر قبر انور کی مٹی ڈال کر عرض کر رہا تھا۔ یارسول اللہ ہم نے آپ کی زبان مبارک سے اللہ کا فرمان سنا ہے کہ:

"وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ۔"

یارسول اللہ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا ہوں۔ میرے لیے اللہ سے استغفار فرمائیں۔ قبر انور سے آواز آئی کہ تیری بخشش ہوگئی۔(۱۸)

حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ مروان بن حکم نے کسی آدمی کو محبوب کریم ﷺ کی قبر انور پر منہ رکھے ہوئے دیکھا۔ اس نے اسے گردن سے پکڑ لیا اور کہا جانتے ہو کیا کر رہے ہو؟ اس آدمی نے کہا ہاں جانتا ہوں کیا کر رہا ہوں، ساتھ ہی جب چہرہ اسکی طرف پھیرا تو وہ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ فرمانے لگے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا ہوں، کسی بت کے پاس نہیں آیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تک حکمران اہل ہوں تو دین پر مت رونا اور جب دین کی حکمرانی نااہلوں کے ہاتھ میں ہو تو دین پر رونا۔(۱۹)

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے امیر المومنین ابو جعفر نے مسجد نبوی شریف میں بحث کی تو آپ نے فرمایا اے امیر المومنین اس مسجد میں اپنی آواز بلند مت کرو۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

"لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ۔"

ابو جعفر نے پوچھا، میں قبلے کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں یا رسول اللہ کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں؟ آپ نے فرمایا تم اس سے اپنا منہ کیوں پھیرتے ہو جو قیامت کے دن تیرا بھی وسیلہ ہے اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا بھی وسیلہ ہے، قبلے کی بجائے نبی کریم ﷺ کی طرف منہ کرو اور شفاعت طلب کرو، اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت قبول فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ۔"(۲۰)

لہٰذا آج بھی جب دیارِ حبیب پر حاضری نصیب ہو تو عرض کریں کہ یارسول اللہ، اللہ کریم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ:

"وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْکَ۔"

لہٰذا ہماری شفاعت فرمائیں۔ پھر اگر کسی نے سلام عرض کرنے کو کہا تو اسکی طرف سے بھی سلام عرض کریں خواہ کسی بھی زبان میں۔ یہی محبوب کریم ﷺ تمام زبانیں جانتے ہیں۔ اس کے بعد جو چاہیں دعا مانگیں۔

فقہاء علیہم الرضوان نے لکھا ہے کہ:

"ثُمَّ تَدْعُوْ بِمَا شِئْتَ عِنْدَ وَجْهِهِ الْكَرِيْمِ مُسْتَدْبِرًا الْقِبْلَةَ۔"

۱۷: "فتاویٰ عالم گیریہ" جلد: ۱، صفحہ: ۲۶۵۔

۱۸: "مدارک" جلد: ۱، صفحہ: ۳۹۹، قرطبی، جلد: ۵، صفحہ: ۲۵۵۔

۱۹: "مسند احمد" حدیث: ۲۳۶۴۸، مستدرک حاکم حدیث: ۸۷۴۹۔

۲۰: "الشفاء" جلد: ۲، صفحہ: ۳۳۔

"یعنی محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منہ کر کے قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے جو چاہو دعائیں مانگو۔" (۲۱)

اس کے بعد سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو باری باری سلام عرض کریں اور ان کے احسانوں کا بھی شکریہ ادا کریں۔ یہ وہ ہستیاں ہیں کہ اسلام کی بنیادوں میں ان کا خون پسینہ لگا ہوا ہے۔ ان دونوں ہستیوں کو عرض کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہم آپ کو وسیلہ بناتے ہیں تا کہ ہماری شفاعت ہو جائے:

"نَتَوَسَّلُ بِکُمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ یَشْفَعُ لَنَا۔" (۲۲)

اس کے بعد فقہا علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ:

"ثُمَّ یَدْعُوْ لِنَفْسِہٖ وَلِوَالِدَیْہِ وَلِمَنْ اَوْصَاہُ بِالدُّعَاءِ وَلِجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ۔"

"یعنی اپنے لیے دعا مانگے اور اپنے والدین کے لیے اور جس نے دعا کے لیے کہا تھا اس کے لیے اور تمام اہلِ اسلام کے لیے دعا مانگے۔" (۲۳)

اس کے بعد دوبارہ حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کے سامنے واپس آ جائیں اور دعا کریں کہ اے اللہ کریم آپ نے خود فرمایا ہے اور حق فرمایا ہے کہ:

"وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔"

"یعنی جب یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں اور اللہ سے معافی مانگیں اور اللہ کا رسول بھی ان کے لیے معافی مانگے تو اللہ کو معاف کرنے والا مہربان پائیں گے۔"

اے اللہ کریم ہم تیرے حکم پر عمل کرتے ہوئے تیرے حبیب کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہیں اور خطاؤں کا اعتراف کرتے ہیں۔ ہمیں اپنے حبیب کے صدقے بخش دے۔ ہمارے ماں باپ اور حضور کی ساری اُمت کو بخش دے۔ اس کے علاوہ بھی جو دعائیں زبان پر جاری ہو سکیں مانگتا جائے۔ یہ قبولیت کا بلند ترین مقام ہے۔

"وَیَدْعُوْ بِمَا حَضَرَہٗ وَیُوَفَّقُ لَہٗ بِفَضْلِ اللّٰہِ۔" (۲۴)

اس کے بعد اسطوانہ ابی لبابہ، اسطوانہ عائشہ اور حنانہ شریفہ کے پاس جا کر دعائیں مانگیں اور استغفار کریں۔ اور روضہ (جسے عام طور پر ریاض الجنہ کہتے ہیں) میں جس قدر ہو سکے نوافل پڑھیں۔ یہ تمام متبرک مقامات مسجد نبوی کے اندر موجود ہیں اور دوسرے زائرین اور راہنما عملے سے بہ آسانی معلوم ہو جاتے ہیں۔

حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر مبارک پر آپکے بیٹھنے کی جگہ پر ہاتھ رکھا اور پھر اس ہاتھ کو برکت کے لیے اپنے چہرے پر مل لیا۔ (۲۵)

اسکے بعد جنت البقیع (بقیع الغرقد) کی زیارت کریں۔ بقیع میں داخل ہوتے ہی سامنے ذرا دائیں طرف حضرت عباس، حضرت امام حسن، امام زین العابدین، امام باقر، امام جعفر صادق اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک بالکل قریب قریب دفن ہیں۔ اور ان سب کے دائیں طرف قدرے ممتاز قبر انور سیدۃ النسآء فاطمۃ الزہراء علی ابیہا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ بقیع کے گیٹ کے سیدھا سامنے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تین شہزادیوں کی قبریں ہیں۔ انکے ساتھ ہی بائیں طرف نو ازواجِ مطہرات کی اکٹھی قبریں ہیں۔ تھوڑا آگے حضرت عبد اللہ بن حارث اور حضرت عقیل بن ابی طالب کی قبریں ساتھ ساتھ ہیں۔ تھوڑا آگے جائیں تو بائیں طرف حضرت عبد اللہ ابن عمر، حضرت نافع اور حضرت امام مالک کی قبریں ساتھ ساتھ ہیں۔ تھوڑا آگے چلیں تو بائیں طرف شہزادہِ رسول حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور خوب بڑی ہے اور اسکے سرہانے خوب موٹا پتھر موجود ہے۔ تھوڑا آگے چلیں تو شہداءِ اُحد کی قبریں ہیں جو ایک پتھریلی چار دیواری سے

۲۱: "نور الایضاح" صفحہ: ۱۹۲۔

۲۲: "فتاویٰ عالم گیریہ" جلد: ا صفحہ ۲۶۶، نور الایضاح صفحہ: ۱۹۳۔

۲۳: "فتاویٰ عالم گیریہ" جلد: ا، صفحہ: ۲۶۶، "نور الایضاح" صفحہ: ۱۹۳۔۱۹۴۔

۲۴: "نور الایضاح" صفحہ: ۱۹۴، "فتاویٰ عالم گیریہ" جلد: ا، صفحہ: ۲۶۶۔

۲۵: "الشفاء" جلد: ۲، صفحہ: ۷۰۔

ممتاز کردی گئی ہیں۔ گیٹ کے اندر داخل ہوں تو بائیں کونے میں محبوب کریم ﷺ کی تین پھوپھیاں دفن ہیں۔ بقیع شریف کے اندر دور چلے جائیں تو تقریباً وسط میں خلیفۂ ثالث سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قبر انور ہے جو بقیع کی تمام قبروں سے ممتاز اور مشرف ہے اور اسکے چاروں طرف سڑک یعنی راستہ موجود ہے۔ یہاں سے تقریباً ۵۰ گز کے فاصلے پر بائیں طرف حلیمہ سعدیہ کی قبر انور ہے۔

حضرت ابوسعید خدری اور مولا علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ ماجدہ حضرت سیدتنا فاطمہ بنت اسد کی قبریں بقیع شریف کے آخری بائیں کونے کے قریب ایک ہی چار دیواری کے اندر موجود ہیں۔

اگر موقع ملے تو ان ہستیوں کو الگ الگ سلام عرض کریں۔ سورۃ فاتحہ، سورۃ اخلاص، آیت الکرسی اور درود شریف پڑھ کر ایصالِ ثواب کریں۔ اگر موقع نہ ملے تو اکٹھا سلام اور ایصالِ ثواب کافی ہے۔

عَلٰی حَبِیْبِہِمْ وَعَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام

حضرت سید الشہداء امیر حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی قبر انور میدانِ اُحد میں ہے۔ بعض دیگر شہداءِ اُحد کی قبریں بھی وہیں پر ہیں۔ وقت نکال کر وہاں حاضری دیں۔ سلام عرض کریں اور ایصالِ ثواب کریں۔

مسجد قباوہ مسجد ہے جس کا سنگ بنیاد محبوب کریم ﷺ نے ہجرت کر کے تشریف لاتے وقت مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے رکھا تھا۔ یہ مسجد مدینہ شریف سے باہر تھی، اب آبادی بڑھنے سے شہر مقدس کے اندر آ گئی ہے۔ محبوب کریم ﷺ ہر ہفتہ کے دن اس مسجد میں جا کر نماز ادا فرماتے تھے اور حضرت عبداللہ ابن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا بھی ایسا ہی کرتے تھے۔(۲۶)

مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے بعد یہ مسجد تمام مساجد سے افضل ہے۔ حبیب کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے گھر سے وضو کیا اور مسجد قبا میں جا کر نماز ادا کی اسے عمرے کا ثواب ملے گا۔(۲۷)

اس مسجد میں خوب دعائیں کرنی چاہییں۔

۱۳: جہاں تک ممکن ہو روضۂ انور کی طرف پیٹھ نہ کریں۔

۱۴: شہر اقدس میں چلتے وقت اگر دور سے گنبد خضریٰ پر نظر پڑے تو روضۂ انور کی طرف منہ کر کے دست بستہ کھڑے ہو جائیں اور صلوٰۃ وسلام پڑھ کر گزریں۔

۱۵: مدینہ شریف میں اگر کوئی بیمار ہو جائے یا اسے کوئی تکلیف پہنچے حتیٰ کہ ایک معمولی کانٹا بھی چبھے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے۔ اللہ الرحمٰن کی قسم یہ سب تکالیف زائرین کے لیے رحمت ہیں۔

شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا:

"لَا یَصْبِرُ عَلٰی لَاوَآءِ الْمَدِیْنَۃِ وَشِدَّتِھَا اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِیْ اِلَّا کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔"

"یعنی میری اُمت کا جو بھی شخص مدینہ کی مشکلات اور سختیوں پر صبر کرے گا قیامت کے دن میں اُسکی ضرور شفاعت کروں گا۔"(۲۸)

۱۶: قیام کے دوران نماز با جماعت اور شریعت کی پابندی کریں۔

۱۷: ہر نماز کے بعد قبر انور پر حاضری دینے کی کوشش کریں۔

۱۸: رخصت ہوتے وقت صلوٰۃ وسلام عرض کریں، کسی خاص عنایت کی توقع رکھیں، دوبارہ حاضری کی درخواست کریں، دورانِ قیام بے خبری میں ہونے والی بے ادبیوں کی معافی مانگیں، اور نہایت ادب سے درود شریف پڑھتے ہوئے، پیٹھ کیے بغیر رخصت ہوں، عشاق کے لیے دیارِ حبیب سے رخصت ہونے کی گھڑی بڑی سخت ہوتی ہے۔

۲۶: "بخاری حدیث": ۱۱۹۱، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، "مسلم حدیث": ۳۳۸۹۔

۲۷: "ابن ماجۃ" حدیث: ۱۴۱۲۔

۲۸: "مسلم" حدیث: ۳۳۴۷، موطا امام مالک کتاب الجامع باب ماجاء فی سکنی المدینۃ والخروج منہا حدیث: ۳، "مسند احمد" حدیث: ۷۸۸۴۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

آخری قسط

شیخ الحدیث والتفسیر، خواجہ پیر مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی

---گذشتہ سے پیوستہ---

ایک تو ہے "نہج البلاغہ" کے اندر جو مجموعہ ہے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات و مکاتیب کا اور کسی شیعہ نے ان کو جمع کیا۔ اور کوئی شیعہ ایسی بات بیان نہیں کر سکتا لیکن اس کے باوجود جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک خط لکھتے ہیں حضرت امیر المؤمنین امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اور یہ اس زمانے کی بات ہے جس زمانے کے اندر دونوں کے درمیان لڑائی جھگڑے عروج پر تھے، اس زمانے کی بات ہے۔ آج کل لوگ اس لڑائی کو سبب بنا کر حضرت امیر معاویہ کے بارے میں نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں اور کئی بے ادب گستاخ معاذ اللہ کہتے ہیں کہ ان کے دل کے اندر ایمان ہی نہیں تھا۔ معاذ اللہ۔ مولا کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا فیصلہ فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں:

"وكان بدء أمرنا التقينا والقوم من أهل الشام والظاهر أن ربنا واحد ونبينا واحد ودعوتنا في الاسلام واحدة ولا نستزيدهم في الايمان بالله والتصديق برسوله ولا يستزيدوننا الأمر واحد."

مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"اس خط میں اے معاویہ یہ بات بالکل واضح اور ظاہر ہے کہ ہمارا اور تمہارا دونوں کا رب ایک، ہم دونوں کا نبی بھی ایک جس کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں اور ہم دونوں کا دین اسلام بھی ایک اور یہ کہ:

"لا يستزيدوننا في الايمان."

تمہارا ہرگز دعویٰ یہ نہیں کہ تم علی والوں سے ایمان میں بڑھ کر ہو۔ یہ مولائے کائنات فرماتے ہیں حضرت امیر معاویہ کو۔ یہ تمہارا دعویٰ بالکل نہیں کہ تم علی اور علی کے تابعین سے ایمان میں بڑھ کر ہو۔

"ولا نستزيدهم في الايمان."

اور ہم علی اور علی کے ماننے والوں کا بھی یہ دعویٰ نہیں کہ ہم علی والے معاویہ اور معاویہ والوں سے ایمان میں بڑھ کر ہیں بلکہ ہم دونوں کا ایمان مساوی ہے۔ جیسے ہم مسلمان ہیں مومن ویسے تم بھی مومن ہو۔ مومن ہونے میں کوئی فرق نہیں۔ دیگر کمالات کے اندر فرق ہے، کمالات کے اندر فرق ہے، مناقب کے اندر فرق ہے۔ لیکن نفس ایمان کے اندر ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی فرق نہیں۔ ہمارا اور تمہارا خدا ایک، ہمارا اور تمہارا دین ایک، ہمارا اور تمہارا رسول ایک اور حق یہ کہ ہم تم دونوں کا ایمان بھی ایک۔ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے پہلے ہی پیشین گوئی فرما دی تھی:

"عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال لا تقوم الساعة حتى يقتتل فئتان فيكون بينهما مقتلة عظيمة ودعواهما واحدة."(۱)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک دو گروہوں کے درمیان بہت بڑی جنگ نہیں ہوگی اور ان دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہوگا۔"

مولا علی گواہی دے رہے ہیں حضرت امیر معاویہ کے ایمان کی۔ آگے فرماتے ہیں:

"إلا ما أختلفنا فيه من دم عثمان ونحن منه براء."(۲)

ہمارے درمیان صرف حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا جو مسئلہ ہے، اس مسئلے میں ہمارے درمیان

۱: "صحیح البخاری" ۳: ۱۳۲۰، باب علامات النبوت فی الاسلام، رقم: ۳۴۱۳، دار ابن کثیر الیمامۃ۔

۲: "نہج البلاغہ" (مترجم) صفحہ: ۸۲۲، حصہ دوم مکتوب نمبر: ۵۸، شیخ غلام علی اینڈ سنز لمیٹڈ پبلشرز۔

اختلاف برپا ہوگیا اور اللہ شاہد ہے کہ ہم علی اور علی کے ساتھی جو ہیں، ہم حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرنے سے یا ان کو شہید کرنے سے بری الذمہ ہیں۔

اب یہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکتوب ذرا سامنے رکھیں۔ اور سامنے یہ رکھنے کے بعد یہ فیصلہ آیا ہو جاتا ہے کہ نہیں کہ حضرت علی کے نزدیک حضرت معاویہ ان کے ساتھی مومن تھے؟ فیصلہ ہو جاتا ہے کہ نہیں؟ (بے شک۔ حاضرین) اور اگر ہم معاذ اللہ ان کے بارے میں کوئی اور بات کہہ دیں تو اس سے حضرت علی المرتضیٰ کے مسلک کی نفی ہو جاتی ہے کہ نہیں؟ (بے شک۔ حاضرین) بولو۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مومن ماننا، مومن کامل ماننا، اور صحابی رسول ماننا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماننے کی وجہ سے ضروری ہے کہ ہمارا امام علی گواہی دیتا ہے تو ہمیں بھی منظور ہے۔ ہم یہ مانتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان۔ کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صحابی رسول ہیں جیسے حضرت علی صحابی رسول ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی وہ ایمان حاصل ہے جو ایمان مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے۔ تو جب ہم حضرت علی کو مانتے ہیں تو حضرت علی کو ماننا ہمیں مجبور کرتا ہے کہ جس جس کو حضرت علی مانتے جائیں ہم بھی اسے مانتے جائیں۔ ہماری سینکڑوں جانیں حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قربان۔ علی ہمارا امام ہے اور ہم علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام ہیں۔ ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو جھگڑے ہوئے ان جھگڑوں میں حضرت علی المرتضیٰ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلط فہمی پر تھے مگر یہ غلط فہمی وہی اجتہادی غلط فہمی ہے جس کے بارے میں حدیث پڑھ کے سنا دیتا ہوں کہ اجتہاد جب مجتہد اللہ کے ساتھ خلوص رکھتے ہوئے کرتا ہے، تو اس اجتہاد کے اندر غلط فہمی کی وجہ سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو وہ معاف ہوتی ہے اور اس پر بھی اجر و ثواب ملتا ہے۔ اس لیے ہمیں ان سے نفرت کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ اور اب آخری بات حضرت امیر المؤمنین مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ارشاد گرامی ان جنگوں کے بعد ایک ایسے موقعے کی بات ہے، امام طبرانی نے اپنی معجم میں سند حسن کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا۔ اور سند حسن جو ہوتی ہے وہ شریعت کے احکام کے اندر باقاعدہ حجت مانی گئی ہے۔ ائمہ محدثین، فقہاء اور متکلمین کے نزدیک۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ حضرت اس قدر لڑائیاں بھی ہوگئی ہیں اور بندے بھی ادھر سے بھی قتل ہوئے اور ادھر سے بھی قتل ہوئے تو ان کا انجام کیا ہوگا؟ ان کے انجام کے بارے میں فرمائیے۔ کس سے سوال ہوا؟ مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال ہوا۔ اور آپ جواب یوں ارشاد فرماتے ہیں:

"قتلای وقتلی معاویة فی الجنة۔"(۳)

آپ فرماتے ہیں:

"جو میری طرف سے قتل ہوئے وہ بھی جنتی ہیں اور جو معاویہ کی طرف سے قتل ہوئے وہ بھی جنتی ہیں۔"

کس کا فیصلہ؟ مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ۔ اور ان کا یہ فیصلہ بتاتا ہے کہ ان کے درمیان جو لڑائیاں اور جنگیں ہوئی ہیں وہ نفسانیت کی بنا پر نہیں ہوئی ہیں بلکہ وہ محض غلط فہمی کی بنا پر ہوئی ہیں۔ جو اجتہاد کی غلطی پر مبنی تھیں جس کے اندر غلطی کرنے والے کو بھی ثواب ملتا ہے اور درستگی کرنے والے کو بھی دوہرا ثواب ملتا ہے اور اسی بنا پر سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"جو میری طرف سے قتل ہوئے وہ بھی جنتی ہیں اور جو حضرت امیر معاویہ کی طرف سے قتل ہوئے وہ بھی جنتی ہیں۔"

فیصلہ ہو گیا نا، کیا اس فیصلے کے بعد کسی اور فیصلے کی ضرورت ہے؟ ہم حضرت کو مانیں ضرور مانیں مانتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہت زیادہ ہم حضرت علی المرتضیٰ کو مانتے ہیں مگر حضرت علی المرتضیٰ جو فرمائیں اس سے روگردانی کرنا، اس سے منہ دوسری طرف موڑنا، حضرت امیر معاویہ سے محبت علی کو پس پشت ڈال کر نفرت کا اظہار کرنا یہ علی کے ساتھ محبت نہیں۔ یہ بغض معاویہ ہے علی کے ساتھ محبت نہیں۔ علی کے ساتھ اگر محبت ہے تو ان کے تمام محبوں کے ساتھ بھی محبت ہونی چاہیے۔

۳: "المعجم الکبیر" ۱۹: ۳۰۷، باب محمود بن مسلمة الأنصاری، رقم: ۶۸۸ مکتبة الزهراء، الموصل۔

ایک بات اور دو تین احباب نے سوال کیا اور پوچھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المؤمنین کیوں لکھ دیا؟ یہ اخبار کے اندر بھی اشتہار دیا اس نے کہ حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ مقابلے پر تھے۔ تو بات یہ ہے اس کا وضاحتی بیان جو ہے وہ یہ ہے کہ جب تک لڑائی کا معاملہ رہا ان دونوں حضرات کے درمیان اس وقت تک ہم اہل سنت و جماعت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المؤمنین اور خلیفہ برحق مانتے ہیں۔ لڑائیوں کے تمام زمانوں میں خلیفہ برحق حضرت علی المرتضیٰ کو مانتے ہیں۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غلط فہمی کے اوپر مگر وہ غلط فہمی جو ثواب کا باعث ہوتی ہے۔ اس غلط فہمی کے اوپر جو شان کو کم نہیں کرتی بلکہ شان کو بڑھاتی ہے۔ اس غلط فہمی کے اوپر ان کو مانتے ہیں۔ لیکن جس وقت حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے خلیفہ ہوئے۔ سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچ چھ مہینے کے بعد یہ خلافت کا معاملہ سارے کا سارا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا اور ان کو واحد امیر المؤمنین پوری ملت اسلامیہ کے اندر حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرار دیا۔ (اور یہاں رسول اللہ ﷺ کی وہ پیشین گوئی پوری ہوئی جب آپ ﷺ نے منبر شریف پر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں لے کر فرمایا:

"ابنی هذا سیّد ولعل الله أن یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین۔"

اور اس روایت سے یہ بھی پتا چلا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے گروہ پر حدیث عمار کی رو سے "فئہ باغیہ" کا اطلاق درست نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گروہ کو "فئہ عظیمہ" قرار دیا ہے۔ (کچھ عرصہ قبل گجرات سے مولانا ضیاء اللہ نقشبندی نے اس مسئلہ کے متعلق بات کی تھی تو اس موقع کی مناسبت سے اس کی وضاحت کرنا ضروری سمجھا۔ باقی ان شاء اللہ ان کی فرمائش کے مطابق اس موضوع پر پھر کسی وقت مستقل لکھوں گا کہ بغاوت کیا ہوتی ہے؟ اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ اکابرین اہل سنت کے نزدیک حضرت امیر معاویہ کی بغاوت کا حکم کیا ہے؟ کیا حضرت عمار کو حضرت امیر معاویہ یا ان کے گروہ نے قتل کیا؟ وغیرہ۔ مجددی) تو چونکہ اہل بیت کرام کے جلیل القدر امام نے ان کو امیر المؤمنین کی شان عطا فرمائی تو اس لیے ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المؤمنین بھی مانتے ہیں۔ اور اس لیے مانتے ہیں کہ یہ رتبہ ہمارے امام سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عطا کیا ہوا ہے اور اگر ہم اس کا انکار کریں تو ہم امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منکر ہو جائیں گے۔ اگر کوئی حوالہ پوچھے تو میں اس پر بے شمار حوالے دے سکتا ہوں۔ مگر میری لائبریری پاکستان میں ہے، یہاں میری لائبریری نہیں ہے۔ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ جن کا نام آجائے تو بڑے بڑے محدثین اور مصنفین کے سر ادب کے لیے جھک جاتے ہیں ان کی کتاب "الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ" کے اندر یہ لکھا ہوا ہے کہ:

"معاویة بن أبي سفیان صخر...أمیر المؤمنین۔" (۴)

یہ امیر المؤمنین کا لقب حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ اس کے علاوہ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے بارے میں گزشتہ محرم کے پروگراموں کے دوران حضرت علامہ مولانا سید عبد القادر شاہ صاحب جیلانی اپنی ٹی وی تقریروں کے اندر باقاعدہ طور پر اپنی ایک تقریر کے اندر تعارف کراتے ہوئے کہا کہ:

"امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لیبیا کے تمام علماء کے استاد ہیں اور یہ وہ ہستی ہیں جو حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جلیل القدر محدث اور حافظ الحدیث) آپ کا تعلق شافعی مذہب سے تھا لیکن آپ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زبردست مداح تھے اور آپ کی تابعیت کے ثبوت میں کتاب "تبییض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفۃ" لکھی۔"

دیوبندیوں کے حکیم الامۃ اشرف علی تھانوی نے انور شاہ کشمیری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

۴: "الإصابة فی تمییز الصحابة" ۶: ۱۵۱، ذکر من اسمه معاویة، ترجمه نمبر: ۸۰۷۴، دار الجیل بیروت۔

"آپکو بہتر مرتبہ عالم بیداری میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی"۔

ساری زندگی تصنیف وتالیف میں بیتی۔بے شمار تصانیف یادگار ہیں جن میں سیرت کے موضوع پر"الخصائص الکبریٰ" اور میلاد کے موضوع پر"حسن المقصد فی عمل المولد" کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی) کے شاگردوں میں سے ہیں اور حضرت ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (جلیل القدر محدث اور مصنف۔آپ حنفی تھے اور حنفی مذہب کے دفاع کے لیے آپ نے دلائل کے ساتھ جو خدمات سر انجام دی ہیں، وہ بے مثال ہیں۔کثیر التصانیف تھے۔فقہ اکبر پر آپ کا حاشیہ اور مشکوۃ کی شرح مرقاۃ آپ کی لاجواب تصانیف ہیں) کے استادوں میں سے ہیں۔ملا علی قاری رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے استادوں میں سے اور جلال الدین سیوطی رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے شاگردوں میں سے۔انھوں نے ایک کتاب لکھی ہے اس موضوع پر اور اس کتاب کا نام ہے"تطہیر الجنان" اس کتاب کے مقدمے میں انھوں نے لکھا ہے کہ اس زمانے میں انڈیا کے اندر اس معاملے میں جھگڑا ہوا تھا تو وہاں کے اس وقت کے بادشاہ ہمایوں (دوسرا مغل بادشاہ۔سلطنت مغلیہ کے بانی ظہیر الدین بابر کا بیٹا اور جانشین۔محل کے بالاخانے پر قائم ذاتی لائبریری میں مطالعہ کے بعد سیڑھیوں سے نیچے اتر رہا تھا کہ اذان ہونے لگی اور یہ اذان کے ادب میں وہیں بیٹھ گیا۔جب اذان ختم ہوئی تو اٹھا اور اترنے لگا تو پاؤں پھسلا اور گر گیا اور وفات ہوگئی۔یہ واقعہ اور حضرت امیر معاویہ کے مناقب پر کتاب لکھوانا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ہمایوں ایک دیندار بادشاہ تھا) نے مجھ سے طلب کیا کہ اس وقت چونکہ ان کی نظر میں میرے جیسا عالم دنیا میں کوئی نہیں لہٰذا اس کا فیصلہ میں کروں چنانچہ ان کے کہنے پر میں نے حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ کی شان میں یہ کتاب لکھی اور ان جو اعتراضات تھے، ان تمام اعتراضات کے میں نے جوابات دیئے۔اس کتاب کے اندر بھی وہ جا بجا امیر المؤمنین کا لفظ حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لیے بولتے ہیں۔

۱: تو یہ بات بالکل کلیئر ہوگئی کہ جب تک حضرت امام حسن مجتبیٰ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ کو امیر المؤمنینی نہیں دی اس وقت تک ہم ان کو امیر المؤمنین نہیں مانتے، صحابی رسول ضرور مانتے ہیں لیکن امیر المؤمنین نہیں مانتے۔لیکن جب امیر المؤمنینی حضرت امام حسن نے ان کو دی اس کے بعد ہم ان کو امیر المؤمنین ضرور مانتے ہیں اور یہ اتباع ہے سیدنا امام حسن رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ کا۔وآخر دعوٰیا ان الحمد للہ رب العالمین۔

۱: اس کے علاوہ علامہ بدر الدین حنفی نے اپنی کتاب "أكام المرجان في أحكام الجان" میں دو مقامات پر حضرت امیر معاویہ کو"امیر المؤمنین" لکھا ہے۔امام ابو القاسم لالکائی نے کتاب "شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة من الكتاب والسنة واجماع الصحابة" میں تین مقامات پر آپ کو امیر المؤمنین لکھا ہے۔اسی طرح حافظ ابن حجر نے "الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزنادقة" میں آپ کو امیر المؤمنین لکھا ہے۔بلکہ امام ترمذی کی سنن باب "ماجاء في العفو" میں تو یہ الفاظ موجود ہیں:

"فقال لمعاوية يا أمير المؤمنين"۔

امام نسائی کی سنن باب "المعافاة والعقوبة" میں یہ عبارت موجود ہے:

"فقام إليه رجل فقال إلى رحمة الله يا أمير المؤمنين"۔

صحیح بخاری باب"ذکر معاویہ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہُ" میں یوں ہے:

"هل لك في أمير المؤمنين معاوية"۔

مسند الامام أحمد بن حنبل میں حضرت امیر معاویہ کے بارے میں ایک انصاری کے یہ الفاظ موجود ہیں:

"يا أمير المؤمنين"۔

"اسد الغابة في معرفة الصحابة" لابن اثیر میں دو مقامات پر "الاستيعاب في معرفة الأصحاب" لابن عبد البر" میں ایک مقام پر" کتاب الثقات" لابن أبي حاتم میں ایک مقام پر، حضرت امیر معاویہ کو امیر المؤمنین لکھا ہے۔

گستاخانِ رسول کے بارے میں صحابہ کرام کے تیرہ 13 فیصلے

ابو ذوہیب محمد ظفر علی سیالوی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سچے اور سچے غلامانِ رسول تھے۔ ان کی رگ رگ میں عشقِ مصطفی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ان کی نس نس محبت رسول سمائی ہوئی تھی، مودتِ رسول کریم ﷺ ان کے قلب وجگر میں رچی ہوئی تھی، شیطان لعین سے خدا کی پناہ میں رہتے تھے۔ کیونکہ وہ ہمہ وقت کریم ورحیم آقا ﷺ کی نگاہ میں رہتے تھے۔ عزت وناموس مصطفی ﷺ کی خاطر جان دینی یا کسی گستاخ کی جان لینی پڑتی تو کچھ پروا نہیں کرتے تھے۔ بقول شاعر کے:

غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
یہ سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

حضور سید الخلق ﷺ سے بڑھ کر انہیں کوئی محبوب نہ تھا، ذات مصطفی ﷺ تو وراء الوریٰ، آپ ﷺ کی سواری کی بے ادبی گوارا نہیں کرتے تھے۔ فوراً ایسے منہ پھٹ اور بے لگاموں اور شیطان کے غلاموں کو جواب دیتے تھے کیونکہ وہ بخوبی جانتے تھے کہ:

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد کی محبت ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی نے جانِ کائنات ﷺ کی سواری، آپ ﷺ کے دراز گوش کی بے ادبی کی تو فوراً صحابی رسول رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیتے ہوئے ایمان افروز اور باطل سوز جملہ فرمایا:

"وَاللّٰہِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَطْیَبُ رِیْحًا مِنْکَ۔"

"خدا کی قسم رسول اکرم ﷺ کے دراز گوش کی پاکیزگی اور خوشبو تم سے زیادہ ہے۔"(۱)

یہاں تک کہ اگر کوئی بدباطن حضور صاحب لولاک ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لے کر آواز دیتا تو اصحاب رسول رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اسے بھی سبق سکھاتے کہ آئندہ بارگاہِ خیر الانام میں ایسے نہیں بولنا، حضرت ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ میں بارگاہِ نبوت ورسالت میں حاضر تھا،

صحابہ وہ صحابہ جن کی ہر صبح عید ہوتی تھی
خدا کا قرب حاصل تھا نبی کی دید ہوتی تھی

ایک یہودی عالم بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ (ﷺ)"۔

حضرت ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں:

"میں نے اسے زور سے دھکا دیا جس سے وہ گرتے گرتے بچا۔"

معلوم ہوا کہ یارسول اللہ ﷺ نہ کہنے والوں کو خیر القرون سے ہی دھکے ملتے آرہے ہیں اور دھکے دے کر نکالے جارہے ہیں۔

کیا خوب فرمایا سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے:

۱: "الصیح بخاری" الجامع الصحیح، کتاب الصلح، باب: ماجاء فی الاصلاح بین الناس، جلد: ۱، صفحہ: ۱۰۵۱، رقم الحدیث: ۲۶۹۱۔ "مسلم" الجامع، کتاب الجہاد والسیر، باب فی دعاء النبی ﷺ الی اللہ وصبر ہ، صفحہ: ۵۸۴، رقم الحدیث: ۱۲۳۷۔

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں

در بدر یونہی خوار پھرتے ہیں

یہودی مولوی کہنے لگا:

"تم نے مجھے دھکا کیوں دیا؟"

تو حضرت ثوبان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے جواب دیا:

"لَا تَقُوْلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ".

"تو نے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیوں نہیں کہا؟"

اس لئے دھکا دیا۔(۲)

قارئین:

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ کہنے والے صحابہ کی نظر میں کیسے ہیں۔ اسی لئے ہمیں بریلی کے تاجدار رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ الغفار نے سبق دیا کہ:

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل

"یارسول اللہ" کی کثرت کیجیے

تو جو غلام اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نام لے کر پکارنے کو پسند نہیں کرتے وہ بھلا گستاخی کیسے برداشت کرتے؟ اسی لئے صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ جیسے ہی کسی بدطینت کے ناپاک منہ سے گستاخی سنتے تو بس یہی نعرہ لگاتے میدان میں آجاتے ہیں، گستاخ نبی کی ایک سزا سر تن سے جدا سر تن سے جدا، اور گستاخ کو ٹھکانے لگا دیتے اگرچہ وہ قریبی ہی کیوں نہ ہو۔

محمد ہیں متاعِ عالم ایجاد سے پیارے

پدر مادر، جان و مال اور اولاد سے پیارے

اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے ابن تیمیہ نے لکھا۔

اجماعِ صحابہ:

صحابہ کا اجماع تو اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہی (یعنی گستاخِ رسول واجب القتل ہے) ان کے بہت سے فیصلوں سے ثابت ہے اور ایسی چیزیں مشہور ہو جایا کرتیں لیکن باوجود اس کے کسی صحابی رسول نے اس کا انکار نہیں کیا تو یہ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا اجماع ہو گیا۔(۳)

۱: تاجدارِ صداقت کا فیصلہ:

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس تھا کہ اس دوران آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایک شخص پر غضب ناک ہوئے اور (اس کا غیر اخلاقی رویہ) مجھ پر بھی گراں گزرا تو میں نے عرض کیا۔

"تَأْذَنُ لِیْ یَا خَلِیْفَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَضْرِبُ عُنُقَہٗ".

"اے خلیفہ رسول! مجھے اجازت دیں کہ میں اس کا سر قلم کر دوں۔"

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں کہ:

"میری اس بات نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا کر دیا اور آپ وہاں سے تشریف لے گئے۔"

پھر مجھے بلا کر پوچھا کہ:

"تم نے ابھی کیا کہا تھا؟"

میں نے عرض کیا:

"میں نے اس کی گردن اڑانے کی اجازت طلب کی تھی۔"

تاجدارِ صداقت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

"اگر میں اجازت دیتا تو آپ واقعی ایسا کر دیتے؟"

میں (ابو ہریرہ) نے عرض کیا:

"ضرور کر دیتا۔"

تو سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ارشاد فرمایا:

"لَا وَاللّٰہِ مَا کَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ".

"اللہ کی قسم! حضور سید الخلق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی انسان کا یہ مقام نہیں (کہ اس کے گستاخ کی گردن اڑائی جائے)۔"(۴)

یہاں حضرت سیدنا صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا عقیدہ و فیصلہ آپ کے ارشاد گرامی سے واضح نظر آرہا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غضب ناک

۲: مسلم، "الجامع الصحیح" کتاب الحیض، باب: صفۃ منی الرجل والمرأۃ الخ، صفحہ: ۱۸۳، رقم الحدیث: ۷۱۴۔

۳: "الصارم المسلول" المسئلۃ الاولیٰ، الفصل الثالث، صفحہ: ۱۳۷، دار ابن حزم، بیروت۔

۴: ابو داؤد، "السنن" کتاب الحدود، باب: الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، جلد: ۴، صفحہ: ۱۷۱، رقم الحدیث: ۴۳۶۳۔ نسائی "السنن" کتاب التحریم الدم، باب: الحکم فیمن سب النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، جلد: ۳، صفحہ: ۱۴۲، رقم: ۴۰۸۳۔ ۴۰۸۰

کرنے والے کو قتل کیا جائے گا۔ البتہ آپ ﷺ کے علاوہ کسی انسان کی یہ شان نہیں بلاشبہ گستاخی آپ ﷺ کو اذیت دیتی ہے۔

۲: حضرت صدیق کا دوسرا منظر:

حضرت تاجدار صداقت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے والد ابو قحافہ نے (قبولِ اسلام سے پہلے) ایک بار حضور صاحب لولاک ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہے تو سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے انہیں اتنے زور سے دھکا دیا کہ وہ دور جا گرے، بعد میں آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے سارا ماجرا حضور صاحب لولاک ﷺ کی خدمت عرض کیا تو نبی پاک، صاحب لولاک ﷺ نے دریافت فرمایا:

''اے ابو بکر! کیا تم نے واقعی ایسا کیا تھا؟''

عرض کیا:

''جی۔''

یارسول اللہ ﷺ، صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا:

''آئندہ مت کرنا!''

عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ﷺ:

''وَاللّٰہِ لَوْ کَانَ السَّیْفُ قَرِیْبًا مِّنِّیْ لَضَرَبْتُہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَقَتَلْتُہٗ۔''

''خدا کی قسم اگر تلوار اس وقت میرے قریب ہوتی تو میں ان کو قتل کر دیتا۔'' (۵)

اس روایت سے بھی تاجدار صداقت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا فیصلہ روز روشن کی طرح واضح ہے۔

۳: محبت صدیق کا تیسرا نظارا:

غزوہء بدر میں سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے بیٹے عبد الرحمن بن ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قبول اسلام سے قبل مشرکین کے ساتھ اسلام کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔ جب وہ اسلام لائے تو ایک روز حضرت سیدنا صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے یوں ہمکلام ہوئے:

''ابا جان! میدان بدر میں آپ میری تلوار کی زد میں آئے لیکن میں نے قطع نظر کی اور باپ سمجھ کر چھوڑ دیا۔''

یہ سن کر حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ محبت رسول اور غیرت ایمانی سے بھرپور جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''لٰکِنَّکَ لَوْ اَھْدَفْتَ لِیْ لَمْ اَنْصَرِفْ عَنْکَ۔''

''لیکن اگر تو میری تلوار کے نیچے آجاتا تو میں تجھے نہ چھوڑتا۔''

اے بیٹے! اس دن تم نے مجھے اس لئے چھوڑ دیا کہ میں تمہارا باپ ہوں، لیکن اگر تم میری تلوار کے نیچے آجاتے تو کبھی نہ دیکھتا کہ تم میرے بیٹے ہو اس وقت دشمن رسول سمجھ کر تمہاری گردن اڑا دیتا۔ (۶)

۴: حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا فرمان:

ایک گستاخ عورت جس نے حضور صاحب لولاک ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی والا گیت گایا تھا اسے گورنر یمن نے پکڑا اور بطورِ سزا اسکا ایک ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے کے دو دانت توڑ دیے، جب یہ بات چلتی چلتی تاجدار صداقت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ تک پہنچی تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا:

''لَوْلَا مَا فَعَلْتَ لَاَمَرْتُکَ بِقَتْلِھَا۔''

''اگر تم فیصلہ کر کے عمل نہ کر چکے ہوتے تو میں اس کے قتل کا حکم دیتا۔'' (۷)

تاجدار عدالت کے فیصلے:

تو اب حاضر ہوتے ہیں سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی

۵: قرطبی: ''الجامع لاحکام القرآن'' سورۃ المجادلۃ، الایۃ: ۲۲، جلد: ۱۷، صفحہ: ۱۹۴، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان حقی، روح البیان، سورۃ المجادلۃ، الایۃ: ۲۲، جلد: ۹، صفحہ: ۴۱۰، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔ آلوسی، روح المعانی، ''سورۃ المجادلۃ الایۃ'': ۲۲، جلد: ۱۴، صفحہ: ۲۳۰، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔

۶: حکیم ترمذی، ''نوادر الاصول'' الاصل الخامس والعشرون والمائۃ، جلد: ۱، صفحہ: ۴۹۷-۴۹۶، رقم الحدیث: ۷۱۰۔ ابن عساکر ''تاریخ مدینہ دمشق الکبیر'' جلد: ۳۲، صفحہ: ۸۶-۸۵، دار احیاء التراث العربی بیروت۔

۷: قاضی عیاض، ''الشفاء بتعریف حقوقِ المصطفٰی'' القسم الرابع، الباب الاول، الفصل الثانی، فی الحجۃ فی ایجاب قتل من سبۃ ------ الخ، جلد: ۲، صفحہ: ۱۳۷، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ ابن تیمیہ، ''الصارم المسلول علی شاتم الرسول'' المسئلۃ الاولی: ان من سب النبی ﷺ ------ الخ فصل: واما اجماع الصحابۃ، صفحہ: ۱۳۸، دار ابن حزم بیروت۔

عنہ کی بارگاہ میں اور دریافت کرتے ہیں کہ حضور! آپ کیا فرماتے ہیں گستاخانِ رسول کے بارے میں؟

۵: گستاخ کا سر قلم:

حضرت ابن ابی حاتم اور حضرت ابن مردویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا ابو الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دو شخصوں نے اپنا مقدمہ بارگاہِ صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے دوسرے سے کہا:

"آؤ ہم سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیصلہ کرواتے ہیں۔"

دونوں بارگاہ فاروقی میں پہنچے تو جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس نے عرض کیا کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا ہے۔"

یہ سن کر امیر المومنین حضرت سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:

"مَكَانَكُمَا حَتّٰى اَخْرُجَ اِلَيْكُمَا فَاَقْضِىْ بَيْنَكُمَا۔"

"یعنی میرے واپس آنے تک یہیں ٹھہرو، میں ابھی تم دونوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔"

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر تشریف لے گئے اور ننگی تلوار ہاتھ میں لئے باہر تشریف لائے اور جس کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ فرمایا تھا اس کا سر قلم فرما دیا تھا۔

یہ دیکھ کر دوسرا شخص خوف سے بھاگ کر حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا اور عرض کیا:

"قَتَلَ عُمَرُ وَاللّٰهِ صَاحِبِىْ يَعْنِىْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ!"

"حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا ہے۔"

حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَنْ يَّجْتَرِئَ عُمَرُ عَلٰى قَتْلِ مُؤْمِنٍ۔"

"مجھے یقین ہے عمر کسی مومن کے قتل کی جراءت نہیں کر سکتا۔"(۸)

۶: گستاخ واصل جہنم:

حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

"ایک شخص کو تاجدارِ عدالت حضرت سیدنا فاروق اعظم کی عدالت میں لایا گیا، اور وہ بد بخت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل کروا دیا۔"

پھر فرمایا:

"مَنْ سَبَّ اللّٰهَ اَوْ سَبَّ اَحَدًا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاقْتُلُوْهُ۔"

"جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو گالی دے یا کسی نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرے اسے قتل کر دو۔"(۹)

۷: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ:

مقام جعرانہ پر حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حنین کا مال تقسیم فرما رہے تھے تو ایک آدمی نے کہا:

"اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! انصاف کریں!"

نبی کل کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"تو برباد ہو، اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو کون کرے گا؟"

حضرت سیدنا فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

"دَعْنِىْ يَارَسُوْلَ ﷺ! اَقْتُلُ هٰذَا الْمُنَافِقَ۔"(۱۰)

جب ابن ابی رئیس المنافقین نے کہا کہ ہم مدینہ واپسی پر وہاں سے ذلیلوں کو نکالیں گے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے قتل کی اجازت مانگی، امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ہجری ۲۵۰ لکھتے ہیں۔

۸: ابنِ ابی حاتم، "التفسیر بالماء ثور" سورۃ النساء الایۃ: ۶۵، جلد: ۳، صفحہ: ۷۳، رقم الحدیث: ۵۵۹۷، دار الکتب العلمیہ بیروت سیوطی، الدر المنثور، سورۃ النساء الایۃ: ۶۵، جلد: ۲، صفحہ: ۴۹۷، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔ السربینی "السراج المنیر سورۃ النساء الایۃ": ۶۵، جلد: ۱، صفحہ: ۳۶۱، دارا لکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ اندلسی "المحرر الوجیز" سورۃ النساء الایۃ: ۶۵، جلد: ۲ صفحہ: ۷۵، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔

۹: ابن تیمیہ "الصارم المسلول" صفحہ: ۲۰۵، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز، لاہور۔

۱۰: مسلم "الجامع الصحیح" کتاب الزکاۃ، باب ذکر الخوارج وصفاتھم، صفحہ: ۴۷۲، رقم الحدیث: ۲۴۴۶۔

"فَقَامَ عُمَرُ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! دَعْنِیْ أَضْرِبُ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت عطا ہو کہ اس منافق کی گردن اڑادوں۔"(۱۱)

فائدہ:

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجازت طلب کرنا کہ اس گستاخ کو میں قتل کردوں، یہ اس مسئلہ پر برہان قاطع ہے کہ ان کے نزدیک گستاخ رسول واجب القتل ہے۔ آج کا کوئی سکالر، کوئی دین فروش، فاروق اعظم۔۔۔۔سے بڑھ کر دین کی سمجھ نہیں رکھتا، یہ نام نہاد محقق غیروں کے اشاروں پر بولتے ہیں۔۔۔ جبکہ محدث خیر الامم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید الابرار ﷺ کے اشاروں پر بولتے تھے۔

۸: منافق مولوی "صاحب" واصل جہنم

شہر شفاعت نگر، مدینہ منورہ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا وَّ تَكْرِیْمًا کے گردونواح میں ایک مسجد کا امام ایک منافق مولوی تھا، وہ جب بھی جماعت کرواتا تو سورۃ عبس ہی تلاوت کرتا۔ یہ بات تاجدار عدالت میں حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس مولوی کو طلب کرلیا۔

"فَضَرَبَ عُنُقَهٗ۔"

"اس کی گردن اڑادی۔"(۱۲)

وہ منافق اسی نیت سے یہ سورت پڑھتا تھا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ پر عتاب کیا ہے۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے قتل کردیا کہ تجھے اور کوئی سورت نظر نہیں آتی پورے قرآن میں؟ اٹھائی تلوار، جناب فاروق اعظم سرکار، اور واصل جہنم ہو گئے مولوی شرار۔

سورۃ عبس کا شان نزول:

قارئین کو اصل صورت حال سے آگاہ کرنے کے لئے ہم اس سورۂ مبارکہ کا شان نزول پیش کرتے ہیں تاکہ کوئی صاحب پریشانی کا شکار نہ ہوں۔

امام بغوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ:

"حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا اصل نام عبد اللہ بن تشریح بن مالک فہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا حضور صاحب لولاک ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس وقت آپ ﷺ عتبہ بن ربیعہ، ابوجہل بن ہشام، عباس بن عبد المطلب، امیہ بن خلف کے ساتھ گفتگو فرمارہے تھے، اور انہیں اسلام کی طرف راغب فرمارہے تھے، اس امید سے کہ وہ اسلام قبول کرلیں۔ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ ظاہری طور پر بصارت سے نابینا تھے، آئے اور آتے ہی عرض کیا:

"یارسول اللہ ﷺ! مجھے دین سکھائیے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دے کر بھیجا ہے۔"

اور بار بار عرض کرنے لگے کیونکہ انہیں معلوم نہ تھا کہ حضور صاحب لولاک ﷺ کسی اور کام میں مصروف ہیں۔ تو نبی پاک ﷺ کو ان کا اسی طرح آنا اور بولنا پسند نہ آیا، ناپسندیدگی کے آثار چہرۂ انور سے ظاہر ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو فرمایا کہ:

"پیارے محبوب ﷺ! یہ تیرے غلام بڑی محبت سے تیرے پاس حاضر ہوتے ہیں، تو ان سے منہ نہ پھیرا کریں۔"(۱۳)

معلوم ہوا کہ منافقوں نے داڑھی بھی رکھی ہوتی ہے، امامت بھی کرواتے ہیں، قرآن بھی پڑھتے ہیں، لیکن ان کی پہچان یہ ہے کہ ظاہر تو سنت کے مطابق ہوگا لیکن مسلمان بھائیو! جب دیکھو اور سنو کہ کوئی "مولوی" داڑھی رکھ کر، منبر پر بیٹھ کر قرآن پڑھتا ہے اور قرآن پڑھ کر

۱۱: بخاری: "الجامع الصحیح" کتاب التفسیر، سورۃ المنافقون، جلد: ۲، صفحہ: ۹۲۶، ۹۲۷، رقم الحدیث: ۴۹۰۵۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المناقب، باب: ماینھیٰ من دعوۃ الجاھلیۃ، جلد: ۲ صفحہ: ۳۶۰، رقم الحدیث: ۳۵۱۸۔ المسلم: "الجامع الصحیح" کتاب البر والصلۃ، باب نصرۃ الاخ ظالما اومظلوما، صفحہ: ۱۱۸۰، رقم الحدیث: ۲۵۲۶۔ ترمذی "الجامع الصحیح" کتاب تفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ المنافقین، صفحہ: ۷۴۶، رقم الحدیث: ۳۳۱۵۔

۱۲: حقی: "روح البیان فی تفسیر القرآن" جلد: ۱۰، صفحہ ۳۲۶، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔

۱۳: "معالم التنزیل" جلد: ۴ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، "التفسیر المظہری" جلد: ۱۰، صفحہ: ۲۳۹، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

حضور صاحب لولاک ﷺ کی شان اقدس میں بزعم خود کمی بیان کرتا ہے تو فوراً سمجھ جاؤ کہ یہ عبداللہ بن ابی اور اسی منافق مولوی صاحب کی "نسل پلید" سے ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن پڑھ کر ذات مصطفیٰ میں عیب تلاش کرنا ایمان والوں اصل صفحہ ۷ میں کھلتی ہے، ہم سنی تو کتب کا مطالعہ اسی شوق سے کرتے ہیں کہ شائد اس کتاب سے ہمارے محبوب، حضور صاحب لولاک ﷺ کی شان اقدس میں کوئی بات مل جائے، اور جب مل جاتی ہے تو سینہ مدینہ بن جاتا ہے، ایمان پر بہار آجاتی ہے۔

9: تاجدارِ شجاعت۔۔۔ کے فیصلے:

حویرث بن نقیذ، یہ ایک بدبخت شاعر تھا اور شان رسالت میں بدزبانی کرتا تھا، فتح مکہ کے دن حضور صاحب لولاک ﷺ نے اس کا خون مباح قرار دے دیا، اس نے جب یہ سنا کہ میرے تو قتل کرنے کی اجازت دے دی گئی تو گھر میں بیٹھ گیا اور اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالی عنہ اسے تلاش کرتے کرتے اس کے گھر تک پہنچ گئے، لوگوں نے کہا کہ:

"صحرا کی طرف چلا گیا ہے۔"

جب حویرث کو پتہ چلا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ میری تلاش میں آئے تھے تو اندر ٹھہرا رہا جب سمجھا کہ اب حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ دور جا چکے ہوں گے تو اس نے چاہا کہ کسی اور جگہ چلا جاؤں، گھر سے نکلا کسی اور جگہ جانے کے لئے کہ اچانک ایک کوچے میں مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ سے ملاقات ہوگئی تو آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فوراً اس خبیث کی گردن اڑا دی۔ (۱۴)

معلوم ہوا کہ گستاخ رسول ایسا واجب القتل ہے کہ اسے ڈھونڈ کر مارنا چاہیے، تلاش کر کے واصل جہنم کرنا چاہیے۔

10: حضرت شیرِ خدا رضی اللہ تعالی عنہ کا دوسرا فیصلہ:

حارث بن طلاطلا، یہ بھی جانِ کائنات ﷺ کو ایذا دینے والوں میں شامل تھا، فتح مکہ کے دن حضرت علی کے ہاتھ لگ گیا۔ اور آپ ﷺ نے جہنم رسید کر دیا۔ (۱۵)

11: گستاخ عورتیں واصل جہنم:

قریبہ اور ارنت، یہ دونوں باندیاں ابن خطل کی گانے والیاں تھیں اور حضور صاحب لولاک ﷺ کی توہین و گستاخی کیا کرتیں، دونوں ہی قتل کر دی گئیں۔ (۱۶)

اسی طرح حضور صاحب لولاک ﷺ کو ایذا دینے والی عورتوں میں ایک سارہ نامی باندی تھی فتح مکہ کے دن حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ اسے بھی واصل جہنم کر دیا۔

12: حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ تعالی عنہ کا فیصلہ:

حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی ایک مشرکہ بہن تھی جب وہ (حضرت عمیر) حضور صاحب لولاک ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو وہ حضور جان کائنات ﷺ کے حوالے سے ان کو اذیت دیتی اور حضور جان کائنات ﷺ کو گالیاں دیتی۔ ایک دن یہ تلوار لے کر آئے اور اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بیٹے کھڑے ہوئے اور چیخنے لگے، کہنے لگے کہ ہمیں پتہ ہے کہ اس کو کس نے قتل کیا ہے۔ ہماری ماں ماردی گئی ہے۔ جب کہ یہاں ایسے لوگ بھی ہیں جن کے باپ مشرک ہیں۔ جب حضرت عمیر رضی اللہ تعالی عنہ کو خوف ہوا کہ وہ اپنی ماں کے بدلے کسی اور کو قتل کر دیں گے تو وہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور قتل کی خبر دی، حضور ﷺ نے پوچھا:

"کیا تو نے اپنی بہن کو قتل کر دیا ہے؟"

انہوں نے کہا:

"جی ہاں!۔"

عرض کی:

"اس لئے قتل کیا وہ آپ ﷺ کی توہین و گستاخی کرتی تھی۔"

تو حضور صاحب لولاک ﷺ نے اس کے بیٹوں کو بلا بھیجا اور ان سے قاتل کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے حضرت

۱۴: واقدی: "کتاب المغازی" باب: شان غزوۃ الفتح، جلد: ۲، صفحہ: ۲۸۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

۱۵: "مدارج النبوت" جلد: ۲، صفحہ: ۴۱۷، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور۔

۱۶: "مدارج النبوۃ" جلد: ۲ صفحہ: ۱، [illegible] لاہور۔

عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس قتل کے بارے میں بتایا اور اس کا خون ضائع قرار دیا۔ مقتولہ کے بیٹوں نے جب یہ سنا تو کہنے لگے کہ ہم نے سنا اور اطاعت کی (یعنی اپنی ماں کا بدلہ نہیں لیں گے اب پتہ چلا کہ وہ گستاخ رسول تھی اور واجب القتل تھی)۔(۱۷)

غور فرمائیے! اس واقعہ میں ایک شاتمہ مشرکہ عورت کے بیٹوں نے حضور ﷺ کے فیصلہ کو قبول کرلیا اور آج کا یہ حال ہے کہ دوسرے لوگ گستاخ کے قتل کو، قانون کو ہاتھ میں لینا اور قتل کرنے والے کو مجرم قرار دیتے ہیں اور ایسے چلاتے اور شور مچاتے ہیں کہ جیسے کسی نے ان کی ماں کو مار دیا ہے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا حضور صاحبِ لولاک ﷺ کی گستاخی اور آپ ﷺ کو سبّ وشتم کے معاملے میں عورتوں کو بھی کوئی استثنا حاصل نہیں ہے اور اس میں بھی کوئی فرق نہیں کہ گستاخی کا ارتکاب کرنے والا کلمہ پڑھنے والا ہے یا اہل کتاب سے ہے یا مشرکین سے۔

۱۳: ایک عاشق رسول کی غیرت ایمانی کا روح پرور منظر:

حضرت حسان بن عطیہ بیان کرتے ہیں کہ:

''حضور صاحبِ لولاک ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جس میں حضرت عبداللہ بن رواحہ اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، جب انہوں نے مشرکین کے خلاف صفیں بنائیں۔ تو ایک آدمی آیا اس نے رسول کریم ﷺ کی گستاخی کی، ایک مسلمان سامنے آیا اور اس نے کہا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں اور میری والدہ فلاں ہے۔

''فَسُبَّنِيْ وَسُبَّ اُمِّيْ وَكُفَّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ''۔

''تو مجھے گالی دے لے اور میری والدہ کو دے لے پر میرے لجپال آقا ﷺ کی گستاخی نہ کر۔''

لیکن وہ باز نہ آیا۔ صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ اسے یہی بات کی مگر وہ باز نہ آیا۔ جب اس نے تیسری دفعہ گستاخی کی تو صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''اب اگر تو باز نہ آیا تو میری تلوار تیرا فیصلہ کرے گی۔''

اس نے گستاخی کی اور بھاگ کھڑا ہوا، مسلمان نے اس کا پیچھا کیا حتیٰ کہ مشرکین کی صف توڑ کر اسے زخمی کر دیا۔ مشرکین نے جمع ہو کر اس صحابی کو شہید کر دیا۔

شراب عشق احمد میں کچھ ایسی کیف و مستی ہے
کہ جاں دے کر بھی اک دو گھونٹ مل جائے تو سستی ہے

حضور صاحبِ لولاک ﷺ نے اپنے اس غلام کے بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمایا:

''اَعَجِبْتُمْ مِنْ رَّجُلٍ نَصَرَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ''۔

''کیا تم اس آدمی پر متعجب نہیں ہوئے جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی مدد کی ہے؟''

مذکورہ آدمی کے زخم درست ہو گئے اور اسلام لے آیا۔(۱۸)

اس نے گستاخی کی وہ تو بچ گیا اور بعد میں اسلام بھی قبول کرلیا مگر صحابی رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا فیصلہ سنا دیا۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک بھی گستاخ رسول کی ایک سزا ہے اسے واصل جہنم کر دیا جائے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے یہ فیصلہ کرنا نبی پاک ﷺ سے ہی سیکھا تھا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضور جانِ عالم ﷺ خود اپنے گستاخوں کو واصل جہنم کرواتے تھے۔ آئیے! آپ ﷺ کا گیارہواں فیصلہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ (گستاخان رسول کے بارے میں حضور ﷺ کے دس فیصلے پچھلے شمار میں چھپ گئے ہیں)

گستاخ شاعر واصل جہنم:

عبداللہ بن عمرو ایک شاعر تھا، اس نے حضور جانِ عالم ﷺ کی گستاخی کی اور مسلمانوں کے خلاف مشرکین کو اکسایا۔۔۔

۔۔۔بقیہ صفحہ نمبر ۳۴ پر۔۔۔

۱۷: طبرانی: ''المعجم الکبیر'' عمیر بن امیہ، جلد: ۷، صفحہ: ۱۴ رقم الحدیث: ۱۳۵۹۲، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔

۱۸: ''سیف المسلول علی من سب الرسول'' صفحہ: ۲۷۶، کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور۔

پانچویں قسط

مولانا شہزاد احمد مجددی چوراہی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

معجزۂ شق القمر:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِقۡتَرَبَتِ السَّاعَۃُ وَانۡشَقَّ الۡقَمَرُ۔"(۱)

ترجمہ کنز الایمان:

"پاس آئی قیامت اور شق ہو گیا چاند۔"

صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے اس آیت کے تحت لکھا:

"دو پارہ ہو کر شق القمر" جس کا اس آیت میں بیان ہے نبی کریم ﷺ کے معجزاتِ باہرہ میں سے ہے، اہلِ مکہ نے حضور سید عالم ﷺ سے ایک معجزہ کی درخواست کی تھی تو حضور ﷺ نے چاند شق کر کے دکھایا، چاند کے دو حصے ہو گئے اور ایک حصہ دوسرے سے جدا ہو گیا اور فرمایا کہ گواہ رہو، قریش نے کہا محمد (مصطفی ﷺ) نے جادو سے ہماری نظر بند کر دی ہے، اس پر انہیں کی جماعت کے لوگوں نے کہا کہ اگر یہ نظر بندی ہے تو باہر کہیں بھی کسی کو چاند کے دو حصے نظر نہ آئے ہوں گے، اب جو قافلے آنے والے ہیں ان کی جستجو رکھو اور مسافروں سے دریافت کرو، اگر دوسرے مقامات سے بھی چاند شق ہونا دیکھا گیا ہے تو بے شک معجزہ ہے چنانچہ سفر سے آنے والوں سے دریافت کیا، انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے دیکھا کہ اس روز چاند کے دو حصے ہو گئے تھے، مشرکین کو انکار کی گنجائش نہ رہی اور وہ جاہلانہ طور پر جادو ہی جادو کہتے رہے، صحاح کی احادیث کثیرہ میں اس معجزۂ عظیمہ کا بیان ہے اور خبر اس درجۂ شہرت کو پہنچ گئی ہے کہ اس کا انکار کرنا عقل و انصاف سے دشمنی اور بے دینی ہے۔"(۲)

امام قسطلانی اپنی شہرۂ آفاق کتاب "المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ" میں فرماتے ہیں:

"وَاعۡلَمۡ اَنَّ الۡقَمَرَ لَمۡ یَنۡشَقَّ لِاَحَدٍ غَیۡرِ نَبِیِّنَا ﷺ، وَھُوَ مِنۡ اُمَّھَاتِ مُعۡجِزَاتِہٖ ﷺ وَقَدۡ اَجۡمَعَ الۡمُفَسِّرُوۡنَ وَاَھۡلُ السُّنَّۃِ عَلٰی وُقُوۡعِہٖ لِاَجۡلِہٖ ﷺ. فَاِنَّ کُفَّارَ قُرَیۡشٍ لَمَّا کَذَّبُوۡہُ وَلَمۡ یُصَدِّقُوۡہُ طَلَبُوۡا مِنۡہُ اٰیَۃً تَدُلُّ عَلٰی صِدۡقِہٖ عَلٰی دَعۡوَاہُ. فَاَعۡطَاہُ اللّٰہُ ھٰذِہِ الۡاٰیَۃَ الۡعَظِیۡمَۃَ. الَّتِیۡ لَا قُدۡرَۃَ لِبَشَرٍ عَلٰی اِیۡجَادِھَا. دَلَالَۃً عَلٰی صِدۡقِہٖ ﷺ فِیۡ دَعۡوَاہُ الۡوَحۡدَانِیَّۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی، وَاَنَّہٗ مُنۡفَرِدٌ بِالرُّبُوۡبِیَّۃِ۔"(۳)

"اور یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ چاند کا شق ہو جانا نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی کے لیے نہیں ہوا اور یہ تمام معجزات کی اصل ہے اور تمام مفسرین اور اہلِ سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ معجزہ صرف نبی کریم ﷺ کے لیے ظاہر ہوا۔ کیونکہ جب قریش نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کی تصدیق نہ کی تو انھوں نے آپ سے ایسی نشانی کا مطالبہ کیا جو آپ کے دعویٰ کی صداقت کی دلیل ہو تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ عظیم نشانی عطا فرمائی کہ اس کی ایجاد انسان کے بس میں نہیں ہے۔ اور یہ اس بات کی

۱: "پارہ: ۲۷، سورۃ القمر، آیت: ۱۔

۲: "خزائن العرفان"۔

۳: "المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ" ۲: ۲۵۴، وأما القسم الثالث: وہو ما کان معہ من حین ولادتہ إلی وفاتہ، المکتبۃ التوفیقیۃ القاہرۃ۔

دلیل ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا جو دعویٰ کیا اس میں آپ سچے ہیں۔"

خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

"قَالَ الْعُلَمَاءُ اِنْشِقَاقُ الْقَمَرِ اٰیَةٌ عَظِیْمَةٌ لَا یَکَادُ یَعْدِلُهَا شَیْءٌ مِّنْ اٰیَاتِ الْاَنْبِیَاءِ وَذٰلِكَ اَنَّهٗ ظَهَرَ فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمَاءِ خَارِجًا مِّنْ جُمْلَةِ طَبَائِعَ مَا فِیْ هٰذَا الْعَالَمِ الْمُرَکَّبِ مِنَ الطَّبَائِعِ فَلَیْسَ مِمَّا یُطْمَعُ فِی الْوُصُوْلِ اِلَیْهِ بِحِیْلَةٍ فَلِذٰلِكَ صَارَ الْبُرْهَانُ بِهٖ اَظْهَرَ۔"(۴)

"علماء فرماتے ہیں کہ چاند کا شق ہونا بہت بڑی نشانی ہے اور انبیاء سابقین کے معجزات میں سے کوئی معجزہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ معجزہ آسمانوں کی دنیا میں ظاہر ہوا جو اس عالم کی جملہ طبیعتوں سے خارج ہیں جو عالم مختلف طبائع سے مرکب ہے اور یہ ان کاموں میں سے نہیں جن تک کسی حیلے کے ذریعے رسائی ممکن ہو سکے اس لیے اس کے ذریعے دلیل نبوت بہت ظاہر ہے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی ابن عبد البر کا یہ قول نقل فرماتے ہیں:

"قَدْ رَوٰی هٰذَا الْحَدِیْثَ جَمَاعَةٌ کَثِیْرَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ وَرَوٰی ذٰلِكَ عَنْهُمْ اَمْثَالُهُمْ مِّنَ التَّابِعِیْنَ ثُمَّ نَقَلَهٗ عَنْهُمُ الْجَمُّ الْغَفِیْرُ اِلٰی اَنِ انْتَهٰی اِلَیْنَا وَیُؤَیِّدُ ذٰلِكَ بِالْاٰیَةِ الْکَرِیْمَةِ۔"(۵)

"یہ حدیث صحابہ کرام علیہم الرضوان کی کثیر جماعت سے مروی ہے اور بے شمار تابعین نے بھی اسے روایت کیا ہے اور پھر ایک جم غفیر نے ان سے نقل کی یہاں تک کہ ہم تک پہنچ گئی اور قرآن مجید کی آیت کریمہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔"

"قَالَ الْعَلَّامَةُ ابْنُ السُّبْکِیِّ فِیْ شَرْحِهٖ لِمُخْتَصَرِ ابْنِ الْحَاجِبِ: وَالصَّحِیْحُ عِنْدِیْ اَنَّ اِنْشِقَاقَ الْقَمَرِ مُتَوَاتِرٌ، مَنْصُوْصٌ عَلَیْهِ فِی الْقُرْاٰنِ، مَرْوِیٌّ فِی الصَّحِیْحَیْنِ وَغَیْرِهِمَا مِنْ طُرُقٍ مِنْ حَدِیْثِ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، ثُمَّ قَالَ: وَلَهٗ طُرُقٌ اٰخَرُ شَتّٰی، بِحَیْثُ لَا یُمْتَرٰی فِیْ تَوَاتُرِهٖ۔"(۶)

"مختصر ابن حاجب کی شرح میں علامہ سبکی فرماتے ہیں:

"میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ چاند کا شق ہونا تواتر سے ثابت ہے اور قرآن مجید میں اس کا ذکر واضح الفاظ میں ہے۔ صحیح بخاری و مسلم اور ان کے علاوہ کتب حدیث میں متعدد طرق سے حضرت شعبہ سے مروی ہے وہ حضرت سلیمان سے وہ حضرت ابراہیم سے وہ ابو معمر سے اور وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں پھر فرمایا کہ: اس کی دیگر کئی مختلف طرق بھی ہیں کہ اس کے حدیث متواتر ہونے میں کوئی شک نہیں۔"

صحیح روایات میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت سے شق قمر کا معجزہ مروی ہے۔ ان صحابہ کرام میں حضرت انس، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت حذیفہ، حضرت جبیر بن مطعم، حضرت عبد اللہ بن عمر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں۔

صحیحین میں ہے:

"عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ اَهْلَ مَکَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنْ یُّرِیَهُمْ اٰیَةً فَاَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَیْنِ حَتّٰی رَاَوْا حِرَاءَ بَیْنَهُمَا۔"(۷)

"حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ آپ انھیں کوئی نشانی دکھائیں تو آپ نے انھیں چاند دو ٹکڑے کر کے دکھایا یہاں تک کہ انھوں نے غار حراء کو چاند کے دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔"

صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ:

۴: "الخصائص الکبریٰ" ۱: ۲۱۰، باب انشقاق القمر، المکتبة الحقانیة پشاور۔

۵: "فتح الباری شرح صحیح البخاری" ۷: ۱۸۶، باب قوله انشقاق القمر، دار المعرفة بیروت۔

۶: "المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة" ۲: ۲۵۳، المکتبة التوفیقیة القاهرة۔

۷: "صحیح البخاری" ۳: ۱۴۰۴، باب انشقاق القمر، رقم: ۳۶۵۵، دار ابن کثیر الیمامة۔ و "صحیح مسلم" ۴: ۲۱۵۹، باب انشقاق القمر، رقم ۲۸۰۲، دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔

"اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةٌ دُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِشْهَدُوْا۔"(۸)

"رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا، ایک حصہ پہاڑ کے اوپر تھا اور دوسرا اس سے نیچے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔"

جامع ترمذی میں آیت "اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ" کے تحت حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ:

"بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى فَانْشَقَّ الْقَمَرُ فِلْقَتَيْنِ فِلْقَةٌ مِّنْ وَّرَاءِ الْجَبَلِ وَفِلْقَةٌ دُوْنَهٗ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِشْهَدُوْا۔"(۹)

"ہم منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے اس طرف اور دوسرا اس طرف پر۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔"

امام ترمذی فرماتے ہیں:

"هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔"

جامع ترمذی میں حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ:

"اِنْفَلَقَ الْقَمَرُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِشْهَدُوْا۔"(۱۰)

"رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔"

امام ترمذی فرماتے ہیں:

"هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ۔"

مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت جبیر بن معطم سے مروی ہے کہ:

"اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَارَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ عَلٰی هٰذَا الْجَبَلِ وَفِرْقَةٌ عَلٰی هٰذَا الْجَبَلِ فَقَالُوْا سَحَرَنَا مُحَمَّدٌ فَقَالُوْا اِنْ كَانَ سَحَرَنَا فَاِنَّهٗ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّسْحَرَ النَّاسَ كُلَّهُمْ۔"(۱۱)

"رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا، ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر اور دوسرا ٹکڑا اس پہاڑ پر۔ کفار نے کہا محمد (ﷺ) نے ہم پر جادو کر دیا پھر خود ہی کہا کہ اگر ہم پر جادو کر دیا ہے تو تمام لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے۔"

مسند ابی داود الطیالسی میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ:

"اِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ قُرَيْشٌ هٰذَا سِحْرُ ابْنِ اَبِيْ كَبْشَةَ قَالَ فَقَالُوْا انْتَظِرُوْا مَا يَأْتِيْكُمْ بِهِ السُّفَّارُ فَاِنَّ مُحَمَّدًا لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّسْحَرَ النَّاسَ كُلَّهُمْ قَالَ فَجَاءَ السُّفَّارُ فَقَالُوْا ذَاكَ۔"(۱۲)

"رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں چاند دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا تو قریش نے کہا کہ یہ ابو کبشہ کے بیٹے کا جادو ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ انھوں نے کہا انتظار کرو سفر پر گئے ہوئے لوگ واپسی پر تمہارے لیے کیا خبر لاتے ہیں کیونکہ محمد (ﷺ) تمام لوگوں پر تو جادو نہیں کر سکتے۔ راوی کہتے ہیں کہ جب سفر پر گئے ہوئے لوگ واپس آئے تو انھوں نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی۔"

امام بیہقی نے یہ روایت "دلائل النبوۃ" میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے:

"اِنْشَقَّ الْقَمَرُ بِمَكَّةَ حَتّٰی صَارَ فِرْقَتَيْنِ فَقَالَ كُفَّارُ اَهْلِ مَكَّةَ هٰذَا سِحْرٌ يَّسْحَرُكُمْ بِهِ ابْنُ اَبِيْ كَبْشَةَ اُنْظُرُوا السُّفَّارَ فَاِنْ كَانُوْا رَاَوْا مَا رَاَيْتُمْ فَقَدْ صَدَقَ وَاِنْ

۸: "صحیح البخاری" ۴:۱۸۴۳، کتاب التفسیر، باب وانشق القمر وان یروا آیة یعرضوا، رقم :۴۵۸۳، دار ابن کثیر الیمامة۔ و "صحیح مسلم" ۴:۲۱۵۸، باب انشقاق القمر، رقم : ۲۸۰۰، دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔

۹: "الجامع الصحیح سنن الترمذی" ۵:۳۹۷، باب ومن سورة القمر، رقم :۳۲۸۵، دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔

۱۰: "الجامع الصحیح سنن الترمذی" ۵:۳۹۸، باب ومن سورة القمر، رقم :۳۲۸۸، دار إحیاء التراث العربی، بیروت۔

۱۱: "مسند الإمام أحمد بن حنبل" ۴:۸۱، حدیث جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ، رقم :۱۶۷۹۶، مؤسسة قرطبة القاهرة۔

۱۲: "مسند الطیالسی [illegible] :۵ [illegible] بیروت۔

كَانُوا لَمْ يَرَوْا مَا رَأَيْتُمْ فَهُوَ سِحْرٌ سَحَرَكُمْ بِهِ قَالَ فَسُئِلَ السُّفَّارُ قَالَ وَقَدِمُوا مِنْ كُلِّ وَجْهٍ فَقَالُوا رَأَيْنَا۔"(۱۳)

"شق القمر کا واقعہ مکہ مکرمہ میں پیش آیا یہاں تک کہ چاند دو ٹکڑے ہو گیا تو کفار مکہ نے کہا کہ یہ تو جادو ہے جو ابو کبشہ کے بیٹے نے ہم پر کیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر انھوں نے کہا سفر پر گئے ہوئے لوگوں کا انتظار کرو اگر انھوں نے بھی وہ کچھ دیکھا جو تم لوگوں نے دیکھا تو یہ سچے ہیں اور اگر انھوں نے وہ نہیں دیکھا تو یہ جادو ہے پس انھوں نے سفر سے آنے والوں سے پوچھا تو انھوں نے کہا ہم نے دیکھا ہے۔"

صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے مختصر الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

"اَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ۔"(۱۴)

"نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں چاند دو ٹکڑے ہوا۔"

حضرت عبد اللہ بن عباس نے یہ واقعہ مشاہدہ نہیں کیا کیونکہ یہ واقعہ مکہ مکرمہ میں پیش آیا اور اس وقت حضرت ابن عباس کی ولادت نہیں ہوئی تھی لیکن اس کے بعض طرق میں ہے کہ انھوں نے یہ واقعہ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے سنا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس سے مروی ہے کہ یہ واقعہ دو دفعہ پیش آیا۔ روایت کے الفاظ یوں ہیں:

"اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللهِ ﷺ اَنْ يُرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ مَرَّتَيْنِ۔"(۱۵)

"اہلِ مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا تو آپ نے انھیں دو مرتبہ چاند ٹکڑے کر کے دکھایا۔"

حافظ زین الدین عراقی فرماتے ہیں:

"وَذَاكَ مَرَّتَيْنِ بِالْاِجْمَاعِ۔"(۱۶)

"یہ واقعہ بالاجماع دو دفعہ پیش آیا۔"

لیکن جبل الحفظ امام ابن حجر عسقلانی کے نزدیک "بالاجماع" کا تعلق "اِنْشَقَّ" کیساتھ ہے "مَرَّتَيْنِ" کیساتھ نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

"وَلَا اَعْرِفُ مَنْ جَزَمَ مِنْ عُلَمَاءِ الْحَدِيْثِ بِتَعَدُّدِ الْاِنْشِقَاقِ فِي زَمَنِهِ ﷺ... وَقَدْ قَالَ الْعِمَادُ بْنُ كَثِيْرٍ فِي الرِّوَايَةِ الَّتِي فِيْهَا مَرَّتَيْنِ نَظَرٌ وَلَعَلَّ قَائِلَهَا اَرَادَ فِرْقَتَيْنِ قُلْتُ وَهٰذَا الَّذِي لَا يَتَّجِهُ غَيْرُهُ جَمْعًا بَيْنَ الرِّوَايَاتِ۔"(۱۷)

"اور میں نہیں جانتا کہ علمائے حدیث میں سے کوئی اس کا قائل ہوا ہو کہ چاند کا شق ہونا نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں متعدد بار واقعہ ہوا..... اور عماد بن کثیر کہتے ہیں کہ اس روایت میں "مرتین" کہنے والوں کی شاید اس سے مراد "فرقتین" ہو۔ اور کہتے ہیں کہ مختلف روایات کو صرف اسی طرح تطبیق دی جا سکتی ہے۔"

سانحہ ارتحال

مفتی حافظ سعید احمد نقشبندی (مرحوم) کی اہلیہ اور مفتی شفقات احمد نقشبندی کی والدہ محترمہ وصال فرما گئیں ہیں۔

دعا ہے اللہ رب العزت مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین

دعا گو: محمد اعظم صائم (علی پور چٹھہ)

۱۳: "دلائل النبوة للبيهقی" ۲:۲۶۶، باب سبب إسلام خفاف بن نضلة الثقفی، دار الكتب العلمية بيروت۔

۱۴: "صحيح البخاری" ۳:۱۳۳۱، باب سوال المشركين أن يريهم النبی صلی اللہ عليه وسلم الخ، رقم: ۳۴۳۹، دار ابن كثير اليمامة۔

۱۵: "صحيح مسلم" ۴:۲۱۵۹، باب انشقاق القمر، رقم: ۲۸۰۲۔

۱۶: "نظم المتناثر من الحديث المتواتر لأبی جعفر الكتانی" ص: ۲۱۲، كتاب المعجزات والخصائص، دار الكتب السلفية مصر۔

۱۷: "فتح الباری شرح صحيح البخاری" ۷:۱۸۳، قوله باب انشقاق القمر، دار المعرفة بيروت۔

آخری قسط

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

اصحابِ ثلاثہ کی نظر میں

ابوبلال محمد سیف علی سیالوی

۔۔۔گذشتہ سے پیوستہ۔۔۔

قاضی صاحب نے اس شخص کو مدعی کے حوالے کر دیا۔ مدعی نے اس آدمی کو تلوار سے وار کر کے کاٹ ڈالا اور خیال کیا کہ اب یہ قتل ہو چکا ہے۔ اس کے آخری سانس تھے۔ مجروح کو اس کے وارثوں نے اٹھا لیا۔ علاج معالجہ کیا وہ ٹھیک ہو گیا۔ پھر مدعی نے قاضی یعلی کے پاس آ کر دعویٰ کر دیا کہ:

"یہ میرے بھائی کا قاتل ہے۔"

تو قاضی نے جواب دیا کہ:

"میں اس کو تیرے حوالہ نہیں کر دیا تھا؟"

اس نے کہا کہ:

"میں نے وار کیے لیکن یہ علاج سے پھر درست ہو گیا ہے تو قاضی یعلی نے مدعا علیہ کو بلایا۔ اس کے بازو کٹ چکے تھے قاضی یعلی نے اس کے زخم شمار کیے جو اس کو مدعی کے وار کرنے سے ہوئے تھے۔ ان پر شرعاً دیت اور تاوان ادا کرنا لازم ہوتا تھا۔ قاضی نے کہا کہ:

"تیرے لیے دو صورتیں ہیں۔ یا تو ان زخموں کے عوض تو اس مجروح کو تاوان ادا کرے اور پھر اسے قتل کر لے۔ یا پھر اس کو بالکل چھوڑ دے۔ کیونکہ تو اسے اپنے خیال سے قتل کر چکا تھا۔ لیکن یہ قدرۃً بچ گیا۔"

اس کے بعد اس مدعی نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر یہ واقعہ بیان کر کے قاضی مذکورہ کی شکایت کی تو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی یعلی کو بلایا۔ وہ حاضر ہوئے تو فیصلہ کی تفصیلات انہوں نے دوہرائیں۔ اس وقت حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بابِ مدینۃ العلم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی یعلی کے فیصلے کی موافقت کی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں بزرگوں نے اس فیصلہ پر اتفاق کرتے ہوئے درست قرار دیا کہ اگر ان زخموں کا تاوان ادا کرے تو پھر قاتلانہ وار کر سکتا ہے۔ ورنہ اس کو چھوڑ دے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاضی یعلی کو ان کے صحیح فیصلہ کی بنا پر بدستور قاضی مقرر رکھا۔ (۱)

اس کی گردن اڑا دیں:

اس قسم کا ایک واقعہ اہل تشیع کے علماء نے بھی اپنی کتب میں درج کیا ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

"عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ حکومت میں ایک مرد نے دوسرے مرد کے ساتھ بدفعلی کی۔ ایک فرار ہو گیا دوسرا گرفتار ہوا۔ اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے حاضر لوگوں سے اس کی سزا دریافت کی۔ بعض نے کہا کہ اس طرح کریں۔ دوسروں نے کہا اس طرح سزا دیں۔ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا:

"اے ابوالحسن! آپ کی کیا رائے ہے؟"

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ:

۱: "مصنف عبدالرزاق" باب الرجل یدفف علیہ، جلد: ۹، صفحہ: ۴۳۲، رقم الحدیث: ۱۷۹۱۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی۔

"اس کی گردن اڑا دیں۔ گردن مار دی گئی۔ لاش اٹھانے لگے تو علی المرتضیٰ نے کہا ٹھہریئے ابھی کچھ سزا باقی ہے۔"

عمر بن خطاب نے دریافت کیا:

"وہ کیا ہے؟"

بابِ مدینۃ العلم سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا:

"اس کو جلانے کے لئے لکڑی منگوائیے۔ پھر حکم ہوا کہ اس کو جلا دو۔ چنانچہ وہ جلا دیا گیا۔" (۲)

ابن دیرہ کہتے ہیں کہ:

"مجھے خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی خدمت میں ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لئے بھیجا۔ میں حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے ہاں پہنچا تو ان کے پاس عثمان بن عفان، عبدالرحمن بن عوف، علی بن ابی طالب، طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن عوام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن مسجد نبوی میں موجود تھے۔ میں نے حاضر ہو کر کہا کہ:

"مجھے خالد بن ولید نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے۔ وہ سلام کہتے ہیں۔ اور عرض کرتے ہیں کہ لوگ شراب خوری میں منہمک ہو رہے ہیں۔ موجودہ سزا کو معمولی سمجھنے لگے ہیں۔"

حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حالات سن کر فرمایا کہ:

"یہ حضرات (عثمان، عبدالرحمن، علی، طلحہ، زبیر) تیرے سامنے موجود ہیں۔ ان سے دریافت کر لے، حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ:

"ہماری رائے یہ ہے کہ انسان جس وقت شراب پی کر بدمست ہو جاتا ہے تو بکواس بکتا ہے۔ بکواس بکنے کی حالت میں لوگوں پر بہتان تراشی کرتا ہے اور بہتان باندھنے کی سزا اسی درے لگانا ہے۔ لہذا شراب خوری کی سزا بھی اسی (۸۰) درے مقرر کرنی چاہیے۔"

حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے شراب پینے والے کی سزا اسی (۸۰) درے ٹھہرا دی۔ پھر خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے یہی سزا دی اور حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بعد شراب خوری کی حد یہی مقرر رکھی۔ (۳)

یاد رہے کہ شیعہ علما نے بھی اس حکم کو بیان کیا ہے یعقوب کلینی لکھتے ہیں کہ:

"شراب کی سزا کو لوگ بڑھاتے رہے حتیٰ کہ اسی (۸۰) درے تک پہنچی اسی (۸۰) درے کی سزا کے لئے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو اشارہ کیا تھا پس انہوں نے اس کو قبول کر لیا۔" (۴)

سبق:

۱: تاجدارِ عدالت حضرت سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور باب مدینۃ العلم حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے درمیان علمی گفتگو ہوتی تھی، ایک دوسرے کے حق میں ناصحانہ کلمات اور خیر خواہی کے جملے کہتے۔

۲: حل مسائل کیلئے بعض اوقات آپس میں مشاورت ہوتی تھی۔ پھر طے شدہ تجاویز پر عمل درآمد ہوتا تھا۔ گویا قرآن مجید میں جو مومنوں کی صفت "امرھم شوری بینھم" بیان فرمائی گئی ہے یہ حضرات پوری طرح اس کے مکمل مصداق تھے۔

۳: یہ تمام واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ ان بزرگانِ دین اور اکابرین اُمت کے درمیان مواساۃ اور محبت ومودۃ موجود تھی۔ کسی قسم کی مخاصمت ومعاندت اور منافرت بالکل نہ تھی۔

۲: "فروع کافی کتاب الحدود" باب الحد فی التسحق، جلد: ۷، صفحہ: ۲۰۰، رقم: ۳۳۲۹، مطبوعہ مؤسسۃ احیاء الکتب الاسلامیہ ایران۔ "الاستبصار" کتاب الحدود باب کیفیۃ اقامۃ الشہادۃ علی الرجم، جلد: ۴، صفحہ: ۲۱۹، رقم: ۵۲۳۲ مطبوعہ مؤسسۃ احیاء الکتب الاسلامیہ ایران۔

۳: "مستدرک علی الصحیحین کتاب الحدود باب مشاورۃ الصحابۃ" فی باب حد الخمر، جلد: ۴، صفحہ: ۳۷۵، دار الکتاب العربی بیروت۔ "موطا امام مالک" کتاب الاشربہ، باب الحد فی الخمر، صفحہ: ۷۳۲، رقم الحدیث: ۲ مطبوعہ فرید بکسٹال لاہور۔ "طحاوی شریف باب حدّ الخمر" جلد سوم، صفحہ: ۲۸۲، رقم الحدیث: ۶۳۵، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور۔

۴: "فروع کافی" کتاب الحدود، باب مایجب فیہ الحد فی شراب، جلد: ۷، صفحہ: ۲۱۴، رقم: ۳۳۹۷، مطبوعہ مؤسسۃ الاحیاء الکتب الاسلامیہ ایران۔

ایک اشکال اور اس کا جواب:

جب حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور سیدنا فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے باہمی مسائل میں تبادلۂ خیالات وعلمی تذکرے اور دینی مسائل میں مشورے، علمی گفتگو وغیرہ واقعات بیان کئے جاتے تو اس وقت مخالفین صحابہ کرام ان تمام چیزوں کو حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی لاعلمی پر محمول کرنے لگتے ہیں اور ان کی دینی مسائل میں ناواقفی اور نااہلیت کا پروپیگنڈہ شروع کردیتے ہیں جو درحقیقت واقعات کے خلاف ہے اور سراسر کج فہمی پر مبنی ہے۔ معترض لوگوں کے شبہات کو دور کرنے اور ان کو اطمینان دلانے کے لئے چند ایک مسائل اور واقعات پیش کیے جاتے ہیں جن میں حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے بھی بعض مواقع پر تو صاف طور پر اپنی لاعلمی کا اظہار فرمایا ہے۔

سب سے پہلے "نہج البلاغہ" سے حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا کلام ملاحظہ فرمائیں، آپ فرماتے ہیں:

"حق بات کہنے اور انصاف کا مشورہ دینے سے مت رکو۔ کیونکہ میں اپنی جگہ خطا کرنے سے بالاتر نہیں ہوں۔ اور میں اپنے فعل میں غلطی سے بے خوف نہیں ہوں۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کفایت کرلے جو مجھ سے زیادہ قدرت والا ہے۔"(۵)

علامہ علی متقی اور علامہ جریر عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ الْکَبِیْر نقل فرماتے ہیں کہ:

"ایک شخص نے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ وہ کہنے لگا مسئلہ اس طرح نہیں ہے۔ جواب سن کر حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا کہ تو نے مسئلہ ٹھیک بیان کیا ہے اور میں چوک گیا ہوں۔ ہر علم والے سے دوسرا زیادہ عالم ہو سکتا۔"(۶)

میں انکے ساتھ رہا:

محدثین ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ مولائے کائنات رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ:

"ابوبکر نے آخری اوقات میں حضرت عمر کے خلیفہ ہونے کے متعلق اشارہ کیا اور اس میں معاملہ انہوں نے کوئی کوتاہی نہیں کی۔ پس مسلمانوں نے عمر بن خطاب سے بیعت کی۔ میں نے بھی لوگوں کیساتھ عمر بن خطاب کی بیعت کی۔ جب وہ مجھے غزوات میں طلب کرتے تو میں ان کا شریک کار ہوتا تھا۔ اور جب وہ مجھے عطیات وغنائم وغیرہ عنایت فرماتے تو میں ان کو قبول کرتا تھا۔"(۷)

تاجدارِ عدالت حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے دورِ خلافت میں جناب علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو خصوصی رعایات کے تحت حضرت عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی طرف سے ایک قطعہ اراضی، ینبع کے مقام پر عنایت کیا گیا تھا اور یہ مقام حسن اتفاق سے زرخیز تھا اور پھر اس میں قدرتی طور پر پانی کا ایک چشمہ بھی جاری ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اس قعہ اراضی کی آمدنی حضرت علی المرتضیٰ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے لئے معقول ذریعہ بن گئی۔(۸)

حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی نظر میں:

تاجدارِ سخاوت حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی سگی پھوپھی ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی صاحبزادی اروی بنت کریز کے فرزند ہیں یعنی حضرت عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے ہیں۔ خلیفہ ثالث، تاجدارِ سخاوت حضرت سیدنا عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی والدہ اُروٰی بنت کریز مشرف بہ اسلام

۵: "نہج البلاغہ" جلداوّل، صفحۃ: ۳۶۲، خطبہ ۲۱۵، مطبوعہ مؤسسۃ التاریخ العربی، بیروت۔

۶: "کنز العمال" کتب العلم آداب العلم متفرقہ، جلد: ۱۰، صفحہ: ۱۳۴، رقم: ۲۹۵۰۳، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور۔

۷: "مصنف ابن ابی شیبہ" کتاب الفضائل، ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب، جلد: ۹، صفحہ: ۴۸۵، رقم: ۳۲۶۸۳، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔ "اسد الغابہ" تذکرہ عمر بن خطاب، جلددوم، صفحۃ: ۹۰۹، المکتبہ الوحیدیہ، پشاور۔

۸: "وفاء الوفا" تحت لفظ "ینبع" جلد: ۴، صفحۃ: ۱۹۸، مطبوعہ مکتبۃ العصر، بیروت۔ "معجم البلدان" باب الیاء النون، جلد: صفحۃ: ۵۱۱، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی۔

ہوئیں اور ان کو حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کا شرف حاصل ہوا اور انکو ہجرت مدینہ کا شرف بھی نصیب ہوا۔ اَروٰی نے اپنے فرزند حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔ (۹)

سبط رسول حضرت سیدنا امام بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی صاحبزادی حضرت سکینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت زید بن عمر بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کیا تھا۔ (۱۰)

امام ابوداؤد علیہ الرحمۃ الودود نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے طائف کے علاقہ پر الحارث نامی ایک شخص امیر تھا۔ اس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے کھانا تیار کر کے آپ کی خدمت میں بھیجا۔ کھانے میں چکور وغیرہ پرندے اور جنگلی حلال جانور پکے ہوئے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف آدمی بھیجا کہ کھانے کیلئے تشریف لائیے۔ اس وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اونٹوں کیلئے درختوں کے پتے جھاڑ کر ہاتھ صاف کر رہے تھے۔ عرض کیا گیا کھانا تیار ہے۔ تناول فرمائیے۔ آپ نے معذرت کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ احرام نہیں باندھے ہوئے ان کو یہ کھانا کھلائیے۔ ہم لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں محرم کیلئے شکار کا گوشت کھانا درست نہیں۔ (۱۱)

دورِ عثمانی میں ایسے واقعات ملتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ کرنے کیلئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتخاب کیا۔ مثلاً خلافت عثمانی میں یحنس اور اسکی بیوی صفیہ مالِ غنیمت میں قید ہو کر آئے تھے۔ صفیہ نے ایک قیدی سے زنا کیا اور اس سے بچہ پیدا ہوا یہ مسئلہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فیصلہ کیلئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر دیا۔ حضرت علی نے فرمانِ نبوی کے مطابق زنا کے بچے کو خاوند کے سپرد کیا اور ان دونوں یعنی زانی اور زانیہ کو پچاس پچاس دُرے لگوائے۔ (۱۲)

دوسرا واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ دورِ عثمانی میں ایک شخص نے دوسرے شخص کیساتھ بدفعلی کی یہ واقعہ عدالت عثمانی میں پیش ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس قضا میں موجود تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا یہ شخص شادی شدہ ہے یا غیر شادی شدہ؟ تو لوگوں نے بتایا کہ اس شخص کا نکاح ہو چکا ہے مگر رخصتی نہیں ہوئی۔ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر یہ شخص شادی شدہ ہوتا اور اسکی رخصتی ہو چکی ہوتی تو اس پر رجم واجب تھا یعنی اس کو سنگسار کیا جاتا۔ لیکن اب اس صورت میں اسے صرف درے لگائے جائیں گے۔ اسکے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فیصلے کے اجراء کا حکم صادر فرمایا۔ اور بدکار شخص کو سو درے لگائے گئے۔ (۱۳)

فیصلہ عثمانی اور علوی تعاون:

عالم دار الہجرۃ حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''ایک ہاشمیہ ہند بنت ربیعہ بن حارث اور ایک انصاریہ دونوں ایک شخص حبان بن منقذ کے نکاح میں تھیں۔ حبان نے انصاریہ کو طلاق دے دی اور فوت ہو گیا۔ انصاریہ مرضعہ تھی اور ابھی اپنے بچے کو دودھ پلاتی تھی۔ نیز اسے طلاق کے بعد ایک سال تک حیض نہ آیا۔ تو انصاریہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں حبان کی میراث میں حصہ کا دعویٰ کر دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فریقین کے بیانات سننے کے بعد انصاریہ کو میراث سے حصہ دلوا دیا۔ اس پر ہاشمیہ برافروختہ ہوئی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ یہ فیصلہ میں نے تمہارے چچا زاد بھائی علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے کیا ہے۔ (۱۴)

۹: ''طبقات الکبریٰ'' رقم ترجمہ: ۴۱۵۰، اُروٰی بنت کریز، جلد: ۸، صفحہ: ۳۶۴، مطبوعہ دارِ احیاء التراث العربی، بیروت۔

۱۰: ''طبقات الکبریٰ'' رقم الترجمۃ: ۴۶۳۸، ''سکینہ بنت حسین'' جلد: ۸، صفحۃ: ۴۶۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

۱۱: ''ابوداؤد'' ''کتاب المناسک، باب لحم الصید للمحرم، صفحۃ: ۲۹۹، رقم الحدیث: ۱۸۴۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

۱۲: ''مسند احمد'' ''مرویات حضرت علی، جلد اوّل، صفحہ: ۳۹۲، رقم الحدیث: ۸۲۰، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

۱۳: ''ماجاء فی اللواط'' جلد: ۶، صفحۃ: ۳۰۲، رقم الحدیث: ۱۰۶۳۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

۱۴: ''موطا امام مالک'' ''کتاب الطلاق، باب الطلاق المریض، صفحۃ: ۴۵۶، رقم الحدیث، ۴۳، فرید بک سٹال، لاہور۔

اسطرح عدالتی امور میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو ساتھ رکھتے تھے۔

تدوین قرآن:

ہجری ۲۵ میں ملک شام کے علاقہ آرینیا اور عراق کے علاقہ آذر بائیجان میں اہل اسلام کفار کے خلاف برسرِ پیکار تھے۔ مسلمانوں کی افواج میں عرب کے مختلف قبائل جمع تھے، ان لوگوں میں اپنے اپنے قبائل کی لغت کے لحاظ سے قرآن مجید میں قرأۃ کا اختلاف پیدا ہوا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے قبائل میں باہمی قرأت کے اختلاف کو شدت سے محسوس کیا اور معاملہ کی اہمیت کے پیش نظر فوراً مرکز اسلام مدینہ شریف پہنچے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی خدمت میں پہنچ کر اپنی پریشانی کا اظہار کیا کہ:

"اے امیر المؤمنین! اس امت کو پیشتر اس کے وہ کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگیں سنبھال لیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ جیسا یہود ونصاریٰ اپنی اپنی آسمانی کتب میں اختلاف کر چکے ہیں۔ کہیں اہل اسلام میں بھی اس نوع کا انتشار قائم نہ ہو جائے۔"

ان حالات کو معلوم کرنے کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مشورہ سے مندرجہ ذیل صورت اختیار فرمائی۔ خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دور کے مدوّن شدہ قرآن مجید کا اصل نسخہ جو ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھا ان سے عاریۃً منگوا کر اس کے متعدد نسخے لغتِ قریش پر مرتب کروائے اور ممالک اسلامیہ کی طرف ایک ایک نسخہ قرآن مجید کا ارسال فرما دیا اور اس کے سوا دیگر لغات میں لکھے ہوئے نسخوں کو تلف کرا دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مسئلہ ھذا میں بذاتِ خود موجود تھے اور مشورہ دینے والے تھے۔ یہ حضرت عثمان کا کوئی تفرد نہ تھا۔(۱۵)

نیز مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے نسخوں میں قرأت یا لغت کے اعتبار سے اختلاف واقعہ ہوا تھا اس کو تلف کیا گیا تھا اور متفق علیہ چیز کو مصاحف میں بہر حال رکھا۔(۱۶)

علامہ اربلی نے درج کیا ہے:

"حضرت علی المرتضیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ذرہ حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے آگے چار سو درہم کی بیچ دی۔ جب میں نے عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے درہم لے لئے تو انہوں نے کہا: اے علی! کیا آپ مجھ کو ذرہ سے زیادہ عزیز ہیں اور میں آپ کو درہم سے زیادہ عزیز نہیں ہوں۔ فرمایا کیوں نہیں۔ تو کہا یہ ذرہ لے لو یہ میری طرف سے آپ کو ہدیہ ہے۔ تو میں نے ذرہ اور درہم لے لئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں آئے۔ ذرہ اور درہم آپ کے سامنے رکھ دیئے اور حضرت عثمان کے ساتھ جو بات چیت ہوئی بتادی۔ تو آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کیلئے برکت کی دعا فرمائی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے درہم میں سے کچھ درہم لے کر حضرت ابوبکر کو بلایا اور ان کو دیئے اور فرمایا:

"اے ابوبکر! ان دراہم میں سے میری صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے جو بہتر سمجھو خرید لاؤ ان کیساتھ سلمان فارسی اور بلال کو مدد کیلئے بھیجا تاکہ جو کچھ خریدیں یہ اٹھا لائیں۔"(۱۷)

حضرت علی کی شادی اور اصحابہ ثلاثہ:

علی بن عیسیٰ اربلی، مرزا تقی اور باقر مجلسی لکھتے ہیں:

"ایک دفعہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ سعد بن معاذ انصاری بھی تھے، حضرت فاطمہ بنت رسول علیہا السلام کی بات زیر بحث آئی۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کہا بہت سے سرکردہ لوگوں نے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے متعلق حضور ﷺ سے گفتگو کی لیکن آپ نے سب کو یہی جواب دیا کہ اس بچی کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے

۱۵: "البدایہ والنبایہ" ہجری ۳۰، کے واقعات، جلد: ۷، صفحہ: ۲۸۸، مطبوعہ دار الاشاعت، کراچی۔

۱۶: "البدایہ والنبایہ" جلد: ۷، صفحہ: ۲۸۹، مطبوعہ دار الاشاعت، کراچی۔

۱۷: "کشف الغمہ" جلد اول صفحہ: ۳۵۹ مطبوعہ عزیز۔

اس نے جہاں چاہا اس کا نکاح ہوگا اور حضرت علی بن ابو طالب (کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم) نے اپنے لئے نہ تو حضرت فاطمہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کا حضور ﷺ سے سوال کیا اور نہ ہی اس کا تذکرہ کیا۔ میری رائے میں اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ علی خالی ہاتھ تھے اور میرے دل میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ نے علی کیلئے رشتہ چھوڑ رکھا ہے۔

پھر ابو بکر صدیق، عمر بن خطاب اور سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ انہیں کچھ کہیں؟ اگر ان کو تنگ دستی نے اس سے روک رکھا ہے تو ہم ان کی ہر ممکن مدد کریں گے۔ حضرت سعد بن معاذ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا کہ ابو بکر تمہیں ہمیشہ اللہ نے نیک کاموں کی توفیق دے رکھی ہے اور احسان کے ساتھ اٹھو اور چلو۔ سلمان فارسی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کہتے ہیں ہم مسجد نبوی سے نکلے اور حضرت علی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کو تلاش کیا لیکن وہ گھر پر نہ ملے۔ آپ ان دنوں اپنے اونٹ کے ذریعے اجرت پر ایک انصاری کے کھجوروں کے پانی کو باغ دے رہے تھے۔ اس لئے اس طرف چل پڑے۔ جب حضرت علی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے انہیں دیکھا تو کہا تمہاری کیا خواہش ہے؟ اور تم کیوں آئے ہو؟

ابو بکر صدیق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے کہا اے علی! اچھی خصلتوں میں سے کوئی ایسی نہیں ہے جس میں آپ سب سے آگے نہ ہوں اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں بوجہ قرابت، صحبت اور اولیت کے جو آپ کا مقام ہے آپ اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔ قریش کے سرکردہ لوگوں نے حضور ﷺ حضرت فاطمہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کا رشتہ طلب کیا لیکن آپ نے سب کو جواب دے دیا اور فرمایا اس کا معاملہ اللہ کے سپرد جس سے چاہے گا شادی ہو جائے گی تو تم کیوں نہیں یہ رشتہ حضور ﷺ سے مانگتے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ اور اس کے رسول نے یہ رشتہ تمہارے لئے روک رکھا ہے۔ یہ سن کر حضرت علی (کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم) کی آنکھیں آنسوؤں میں ڈوب گئیں اور کہا اے ابو بکر! تو نے میرے خوابیدہ خیالات جگا دیے اور جس کام سے میں غافل تھا اسکی بیداری عطا کر دی۔ جناب فاطمہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) واقعی موضع رغبت ہیں

۱۸: "کشف الغمہ"۔

اور مجھ جیسا اس رشتہ سے کب انکاری ہوسکتا ہے لیکن تنگدستی نے مجھے باندھ رکھا ہے۔ ابو بکر صدیق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے سن کر فرمایا۔ اے علی! یہ نہ کہو دنیا اور اس کی ہر چیز اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے نزدیک کوئی چیز نہیں۔ (۱۸)

بقیہ: گستاخانِ رسول کے بارے میں......

.....غزوہ بدر میں حضور سرورِ عالم ﷺ نے اس پر احسان کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا تھا پر یہ باز نہ آیا اور جنگ احد میں پکڑا گیا تو حضور صاحب لولاک ﷺ نے اپنے صحابی حضرت عاصم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے فرمایا:

"اے عاصم! اس کا سر قلم کر دو"۔ (۱۹)

حضور جانِ کائنات ﷺ کے گیارہ فیصلوں اور صحابہ کرام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے تیرہ فیصلوں سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح اور بے غبار مثل آفتاب نصف النہار ہوگئی کہ گستاخ رسول کی ایک ہی سزا ہے اور وہ سر تن سے جدا ہے۔

ہردم ہروقت ہر سانس کے ساتھ غلامان رسول کی یہ صدا ہے:

"لَبَّیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ"۔

۱۹: بیہقی: "السنن الکبریٰ" کتاب قسم الفیء والغنیمۃ، باب: ماجاء فی من الامام علی من ---انح، جلد: ۶، صفحہ: ۵۲۰، رقم الحدیث ۱۲۸۳۹، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان۔ بیہقی: "السنن الکبریٰ" کتاب السیر، باب: مایفعل بالرجال البالغین منھم، جلد: ۹، صفحہ: ۱۱۱، رقم الحدیث: ۱۸۰۲۹، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔

خواتین کا تشدد سے تحفظ

پنجاب ۲۰۱۶ء قانون نمبر: XVI

حضرت علامہ پیر سائیں غلام رسول قاسمی

سند البقاء بتأدیب النساء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ

میاں بیوی کے باہمی حقوق:

"عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ تعالی عنہا قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ لَا یَفۡرَكۡ مُؤۡمِنٌ مُؤۡمِنَۃً، اِنۡ كَرِہَ مِنۡہَا خُلُقًا رَضِیَ مِنۡہَا اٰخَرَ۔"(۱)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن مرد مومن عورت سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اگر اسکی کوئی بات اسے ناپسند ہو تو دوسری پسند بھی ہو گی۔"

"عَنۡ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا قَالَتۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِنَّ مِنۡ اَكۡمَلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِیۡمَانًا اَحۡسَنُہُمۡ خُلُقًا وَّاَلۡطَفُہُمۡ بِاَہۡلِہٖ۔"(۲)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومنوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جو ان میں سب سے اچھے اخلاق والا ہے اور اپنے گھر والوں کے لیے سب سے زیادہ نرم دل ہے۔"

"عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ تعالی عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ لَوۡ كُنۡتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنۡ یَّسۡجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرۡتُ الۡمَرۡاَۃَ اَنۡ تَسۡجُدَ لِزَوۡجِہَا۔"(۳)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ کسی کو سجدہ کرو تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔"

"عَنۡ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا قَالَتۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ اَیُّمَا امۡرَاَۃٍ مَاتَتۡ وَ زَوۡجُہَا عَنۡہَا رَاضٍ دَخَلَتِ الۡجَنَّۃَ۔"(۴)

"حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو عورت مر گئی اور اس کا شوہر اس سے راضی تھا وہ جنت میں گئی۔"

"عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ ابۡنِ عُمَرَ رضی اللہ تعالی عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ اَلَا كُلُّكُمۡ رَاعٍ وَكُلُّكُمۡ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَعِیَّتِہٖ وَالۡمَرۡاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی اَہۡلِ بَیۡتِ زَوۡجِہَا وَوَلَدِہٖ وَہِیَ مَسۡئُوۡلَۃٌ عَنۡہُمۡ وَعَبۡدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَہُوَ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡہُ اَلَا فَكُلُّكُمۡ رَاعٍ وَكُلُّكُمۡ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَعِیَّتِہٖ۔"(۵)

۱: "مسلم حدیث": ۳۶۴۸، "مسند احمد": ۸۳۸۴۔

۲: "ترمذی حدیث": ۲۶۱۲، "مسند احمد" حدیث: ۲۴۲۵۹۔

۳: "ترمذی" حدیث: ۱۱۵۹۔

۴: "ترمذی" حدیث: ۱۱۶۱، "ابن ماجہ" حدیث: ۱۸۵۴۔

۵: "بخاری حدیث" رقم: ۲۴۵۹، ۲۵۵۴، ۲۷۵۱، ۲۵۵۸، ۵۱۸۸، ۵۲۰۰، ۷۱۳۸، "ابوداؤد" حدیث: ۲۹۲۸۔

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار تم میں سے ہر ایک رعایا والا ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور بچوں کی نگران ہے اسے ان کے بارے میں پوچھا جائے گا اور آدمی کا غلام اپنے آقا کے مال پر نگران ہے اسے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ خبردار تم میں سے ہر ایک رعایا والا ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعایا کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

"عن سليمان بن عمرو بن الأحوص قال حدثني أبي أنه شهد حجة الوداع مع رسول الله، فحمد الله وأثنى عليه وذكر ووعظ فذكر في الحديث قصة فقال ألا واستوصوا بالنساء خيرا فإنما هن عوان عندكم ليس تملكون منهن شيئا غير ذلك إلا أن يأتين بفاحشة مبينة فإن فعلن فاهجروهن في المضاجع واضربوهن ضربا غير مبرح فإن أطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا ألا إن لكم على نسائكم حقا ولنسائكم عليكم حقا فأما حقكم على نسائكم فلا يطئن فراشكم من تكرهون ولا يأذن في بيوتكم لمن تكرهون ألا وحقهن عليكم أن تحسنوا إليهن في كسوتهن وطعامهن۔"(۶)

"حضرت سلیمان بن عمرو اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔ انہوں نے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور وعظ ونصیحت فرمایا، اس حدیث میں انہوں نے ایک مکمل قصہ بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار اپنی عورتوں کو اچھی وصیت کرو، وہ تمہارے پاس پابند ہیں، اس ایک چیز کے علاوہ تم ان کی کسی چیز کے مالک نہیں ہو، سوائے اسکے کہ یہ واضح فحاشی کریں، اگر وہ ایسا کریں تو ان کے بستر سے الگ ہو جاؤ اور ان کی پٹائی کرو جو زیادہ سخت نہ ہو، اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان پر خوامخواہ زیادتی نہ کرو، خبردار تمہارا تمہاری عورتوں پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کا تمہارے اوپر حق ہے۔ تمہاری عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں اور تمہارے گھر میں تمہاری مرضی کے بغیر کسی کو داخل نہ ہونے دیں، خبردار ان کا تم پر حق یہ ہے کہ تم پہنانے اور کھلانے میں ان سے اچھا سلوک کرو۔"

شوہر کے پاس تادیبی حق کی قانونی حیثیت:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"الرِّجَالُ قَوّٰامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ وَالّٰتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا۔"(۷)

"مرد سردار ہو کر عورتوں پر قائم ہیں اس لیے کہ اللہ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لیے بھی کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے تو نیک عورتیں فرمانبردار ہوتی ہیں۔ مردوں کے پیٹھ پیچھے ہر قسم کی حفاظت کرتی ہیں اللہ کی حفاظت کے ساتھ اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں خوف ہو تو نرمی کے ساتھ انہیں نصیحت کرو اور اگر نصیحت کا ان پر اثر نہ ہو تو تنہا چھوڑ دو انہیں خواب گاہوں میں اور اس پر بھی نہ مانیں تو انہیں بطور تادیب مار بھی سکتے ہو پھر اگر وہ تمہاری فرمانبردار ہو جائیں تو انہیں تکلیف دینے کا کوئی بہانہ تلاش نہ کرو بے شک اللہ نہایت بلند بہت بڑا ہے۔"

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ:

"عَنِ الْحَسَنِ: أَنَّ رَجُلًا لَطَمَ امْرَأَتَهُ، فَأَتَتِ النَّبِيَّ، فَأَرَادَ أَنْ يُقِصَّهَا مِنْهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: الرِّجَالُ قَوّٰامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ، فَدَعَاهُ النَّبِيُّ فَتَلَاهَا عَلَيْهِ،

۶: "ترمذی" حدیث: ۱۱۶۳۔

۷: "النساء" ۳۴۔

وَقَالَ :أَرَدْتُ أَمْرًا وَأَرَادَ اللهُ غَيْرَهُ۔"(۸)

"ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تھپڑ مارا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس شکایت لیکر گئی، آپ ﷺ نے اس مرد سے قصاص (بدلہ) لینے کا ارادہ فرمایا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ: "مرد سردار ہو کر عورتوں پر قائم ہیں اس لیے کہ اللہ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لیے بھی کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے"۔

اس آیت کے نازل ہونے پر نبی کریم ﷺ نے اس آدمی کو بلایا اور اس کے سامنے یہ آیت پڑھی، اور فرمایا: میرا تو کچھ اور ہی ارادہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے برعکس حکم دیا۔"

"عَنْ إِيَاسِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي ذُبَابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِﷺ لاَ تَضْرِبُوا إِمَاءَ اللهِ فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِﷺ فَقَالَ ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ فَرَخَّصَ فِي ضَرْبِهِنَّ، فَأَطَافَ بِآلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ! فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: لَقَدْ طَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ، لَيْسَ أُولَئِكَ بِخِيَارِكُمْ۔"(۹)

"حضرت ایاس بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی بندیوں کو مت مارو، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا: عورتیں اپنے شوہروں پر دلیر ہوگئی ہیں، آپ ﷺ نے عورتوں کو مارنے کی اجازت دے دی۔ بہت سی عورتیں رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے پاس اپنے شوہروں کے خلاف شکایات لے کر آئیں، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بہت سی عورتیں اپنے شوہروں کی شکایت لے کر میرے گھر والوں کے پاس آئیں ہیں، یہ لوگ تم میں سے بہترین لوگ نہیں ہیں۔"

اس موضوع پر مزید احادیث ملاحظہ فرمائیں:

"عَنْ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِﷺ مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ، قَالَ أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ وَتَكْسُوهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ۔"(۱۰)

"حضرت معاویہ قشیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کسی کی زوجہ کا اس پر کیا حق ہے؟ فرمایا: یہ کہ تو جب خود کھائے تو اسے بھی کھلائے، جب خود پہنے تو اسے بھی پہنائے، اس کے منہ پر نہ مارے، گالی نہ دے اور اس سے علیحدہ نہ ہو سوائے گھر کے اندر کے۔"

"عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَمْعَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَجْلِدُ أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِي آخِرِ الْيَوْمِ۔"(۱۱)

"حضرت عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو اتنا نہ مارے جیسے غلام کو مارتے ہیں، پھر رات کو اسی کے ساتھ صحبت کرے (تو کتنا عجیب لگے گا)۔"

خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"فَاتَّقُوا اللهَ فِي النِّسَاءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللهِ، وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ، فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔"(۱۲)

"تم لوگ عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، کیونکہ تم لوگوں نے انکو اللہ تعالیٰ کی امان میں لیا ہے تم نے اللہ تعالیٰ کے کلمہ (نکاح) سے انکی شرمگاہوں کو اپنے اوپر حلال کرلیا ہے، تمہارا ان

۸: "ابن جریر" حدیث: ۷۳۷۲، "ابن کثیر" جلد: ۱، صفحہ: ۷۶۵۔

۹: "ابوداؤد" حدیث: ۲۱۴۶، "ابن ماجہ" حدیث: ۱۹۸۵، دارمی حدیث: ۲۲۲۳۔

۱۰: "ابوداؤد" حدیث: ۲۱۴۲، "ابن ماجۃ" حدیث: ۱۸۵۰، "مسند احمد" حدیث: ۲۰۰۳۵۔

۱۱: "بخاری" حدیث: ۵۲۰۴۔

۱۲: "مسلم" حدیث: ۲۹۵۰، "ابوداؤد" حدیث: ۱۹۰۵، "ابن ماجہ" حدیث: ۳۰۷۴، "سنن الدارمی" حدیث: ۱۸۵۲۔

پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے گھروں میں کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جسکا آنا تمہیں ناگوار ہو، اگر وہ ایسا کریں تو تم انکو اس پر ایسی سزا دو جو بہت شدید نہ ہو، اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق ان کو خوراک اور لباس فراہم کرو۔"

"رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ عَلَّقَ سَوْطَهٗ وَاَدَّبَ اَهْلَهٗ۔"(۱۳)

"اللہ رحم کرے اس آدمی پر جس نے اپنی لاٹھی کو لہرا کر رکھا اور اپنے اہل وعیال کو ادب سکھایا۔"

پنجاب کے مذکورہ قانون کے خطرناک نتائج:

۱: بعض اوقات گھریلو اور اندرونی معاملات اس قدر پوشیدہ ہوتے ہیں کہ مرد انہیں لوگوں کے سامنے بیان ہی نہیں کرسکتا۔ اسی کے پیش نظر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لَا يُسْئَلُ الرَّجُلُ فِيمَا ضَرَبَ اَهْلَهٗ۔"(۱۴)

جس باب میں یہ حدیث بیان ہوئی ہے اس باب کا نام ہے:

"بَابٌ فِي ضَرْبِ النِّسَاءِ۔"

"یعنی عورتوں کو مارنے کا باب۔"

کسی آدمی سے نہیں پوچھا جائے گا (یا نہیں پوچھنا چاہیے) کہ اس نے اپنی بیوی کو کیوں مارا۔

۲: اگر عورتوں کو پولیس کے پاس جانے کی عام اجازت ہو جائے تو میاں بیوی کی باہمی محبت نفسیاتی طور پر بے اعتمادی میں بدل جائے گی اور ہر شوہر اپنی بیوی کے بارے میں بدگمان ہو جائے گا اور یہ بھی خطرہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کی زندگی کو دیگر طریقوں سے اجیرن بنا کر رکھ دے تاکہ وہ بے چاری نہ رپورٹ کرسکے اور نہ سکھ سے رہ سکے۔

۳: اس قانون کے خطرناک ترین نتائج میں سے ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ اگر عورت نے ایک دفعہ شوہر کو تھانہ دکھا دیا تو شوہر واپس آتے ہی اسے طلاق دے دیگا اور اگر طلاق نہ دی تو ساری زندگی اس واقعہ کو بھلا نہ سکے گا اور بیوی کے خلاف دل میں نفرت بٹھائے گا اور عین ممکن ہے کہ کسی غلط راستے پر بھی چل پڑے۔

۴: بعض اوقات مخلص ترین شوہر غریب اور تنگدست ہوتا ہے، بیوی کفایت شعار اور قناعت پسند نہیں ہوتی۔ ایسی صورتِ حال میں شوہر پر مقدمہ کر دینا کسی صورت جائز نہیں ہوسکتا۔

بعض اوقات عورتیں بھی زبان دراز اور ناسمجھ ہوتی ہیں۔ اس قانون سے ناجائز فائدہ اٹھانا اور چھوٹی چھوٹی قابل درگزر باتوں کو ایشو بنا کر دھمکیاں دینا یا تھانے پہنچ جانا اس قانون کا ایک نہایت خطرناک نتیجہ ہے۔

اور اگر مرد حق پر ہو تو عورت کے خلاف کیوں نہ قانون بنایا جائے؟ اور عورتوں کے حقوق کی بجائے مردوں کے حقوق کا ایشو کھڑا ہو گیا تو یہ طوفان تھمے گا ہی نہیں۔

اس قانون میں "اصناف کے مابین مساوات" کے الفاظ موجود ہیں۔ تو پھر اصناف سے مراد صرف عورت ہی کیوں؟ کیا مرد پر عورت زیادتی نہیں کرتی؟ کیا مرد پر مرد زیادتی نہیں کرتا؟ کیا عورت پر عورت زیادتی نہیں کرتی؟

- اس قانون میں "حسبِ منشاء آزادانہ کردار" کے الفاظ آزاد منشی کی کھلی دعوت دے رہے ہیں۔ انہیں کوئی بھی شریف آدمی قبول نہیں کرسکتا۔

۵: اکثر جھگڑوں کا سبب شوہر نہیں ہوتا۔ بلکہ نند بھاوج، دیورانی جیٹھانی، ساس بہو اور بعض اوقات سوکن جھگڑے کا سبب ہوتی ہے اور شوہر بیچارہ حالات کی چکی میں پس رہا ہوتا ہے۔ گویا عورت کے مقابلے پر عورت ہی سامنے آئی۔

خصوصاً جب ماں کے مقابلے پر بیوی آئے تو یہ ایک سخت ترین امتحان ہے۔ ایسی صورتِ حال میں مخلص لوگوں پر ایسے قانون کی تلوار لٹکا دینا ظلم کے سواء کچھ نہیں۔

ماں باپ کو اُف کہنے سے بھی منع کیا گیا ہے:

"فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ۔"(۱۵)

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱۳: "دیلمی" حدیث: ۳۲۱۱، "تفسیر القرطبی" جلد: ۵، صفحہ ۱۶۷۔

۱۴: "ابو داؤد" حدیث: ۲۱۴۷۔

۱۵: "بنی اسرائیل": ۲۳۔

"وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا۔"(۱۶)

"ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔"

"عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ تعالی عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ اُمُّكَ. قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمُّكَ. قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمُّكَ. قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اَبُوْكَ. ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ۔"(۱۷)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے اچھے سلوک کا حقدار کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں۔ اس کے بعد عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں۔ اس نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: تیری ماں۔ اس نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا: تیرا باپ، پھر تیرا اس سے اگلا قریبی پھر اگلا قریبی۔"

۶: اس قانون میں "نفسیاتی دباؤ" کا بہانہ مرد کو پیس کر رکھ دے گا، اس لیے کہ نفسیاتی دباؤ کا بہانہ بات بات پر بنایا جاسکتا ہے۔ "تشدد کا عمل کرنے جارہا ہے" کے الفاظ بھی ہر بدنیت کو خواہ مخواہ قانون کا دروازہ کھٹکھٹانے کی اجازت دے رہے ہیں۔

متاثرہ خواتین کیلئے دارالامان کیا واقعی دارالامان ہوں گے؟

کیا ان کی نگرانی کرنے والا عملہ معصوم ہوگا؟

ان لوگوں کی نیک نیتی کی ضمانت کیا ہے؟

کیا یہ مراکز جرائم کے لیے پروٹیکشن سنٹر نہیں بنیں گے؟

خصوصاً جب اس سسٹم کے کسی بھی ملازم کے خلاف کوئی قانونی کارروائی نہیں کی جاسکتی تو ہمارا شک اب بھی یقین میں نہیں بدلے گا؟

افسر خواتین کا کسی بھی وقت کسی بھی جگہ یا گھر میں داخل ہوسکنا، اور پھر مرد کے ہاتھ میں ٹریکر اور اسے گھر سے باہر نکال دینا، کیا یہ سب کچھ ایک برائی کو ختم کرنے کے لیے ہزار برائی کا ارتکاب نہیں ہے؟

گھر کا مالک بھی شوہر ہو اور گھر سے نکالا بھی اسی کو جائے، کیا شریعت اور اخلاق اس کی اجازت دیتے ہیں؟

۷: پاکستان کے آئین میں درج ہے کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔ ہم نے صراحت کیساتھ دکھادیا ہے کہ یہ قانون قرآن وسنت سے متصادم ہے۔

۸: ایک اہم سوال یہ بھی ہے کہ محض پنجاب میں ہی یہ قانون کیوں پاس ہوا؟

پنجاب حکومت کے بعض دیگر اقدامات جن میں دوسرے صوبے شامل نہیں، ان سب معاملات پر یہی سوال ہے، اور بلاشبہ پنجاب حکومت اپنے پریشان کن انفرادی فیصلوں کی وجہ سے اپنے ووٹروں کی نظر میں آچکی ہے۔

۹: گھریلو جھگڑے محض اندرونی، اخلاقی اور زیادہ سے زیادہ پنچایتی وثالثی معاملات ہوا کرتے ہیں۔ انہیں قانونی اور قابلِ دست اندازی حیثیت دینا درست نہیں جیسا کہ دلائل سے واضح کیا جاچکا ہے۔

۱۰: آخر میں مصورِ پاکستان علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا ایک بیان ملاحظہ کیجیے۔ قرآن وسنت بیان کرچکنے کے بعد ہمیں اس بیان کا سہارا لینے کی ضرورت کیوں پڑی؟ ہر صاحب درد اور حالات سے آشنا مسلمان اس بات کو خود محسوس کرسکتا ہے۔

علامہ اقبال لکھتے ہیں:

اسلام میں عورتوں کا جو درجہ ہے اس پر تفصیلی رائے زنی کرنے کی یہاں گنجائش نہیں، البتہ کھلے کھلے لفظوں میں اس امر کا اعتراف میں ضرور کروں گا کہ بفحوائے آیت "اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ" میں مرد اور عورت کی مساوات مطلق کا حامی نہیں ہوسکتا۔ یہ ظاہر ہے کہ قدرت نے ان دونوں کے تفویض جدا جدا خدمتیں کی ہیں اور ان فرائض جداگانہ کی صحیح اور باقاعدہ انجام دہی خانوادہ انسانی کی صحت اور فلاح کے لیے لازمی ہے۔ مغربی دنیا میں جہاں نفسی نفسی کا ہنگامہ گرم ہے اور غیر معتدل مسابقت نے ایک خاص قسم کی اقتصادی حالت پیدا کردی ہے، عورتوں کا آزاد کردیا جانا ایک ایسا تجربہ ہے جو میری دانست میں بجائے کامیاب ہونے کے الٹا نقصان رسا ثابت ہوگا اور نظام معاشرت میں اس سے بے حد پیچیدگیاں واقع ہوجائیں گی۔ (۱۸)

۱۶: "البقرة" :۸۳۔

۱۷: "بخاری" حدیث رقم: ۵۹۷۱، "مسلم" حدیث رقم: ۶۵۰۰، "ابن ماجة" حدیث رقم: ۲۷۰۶۔

۱۸: "مقالاتِ اقبال" صفحہ :۱۷۷، مرتب سید عبدالواحد معینی۔

یا اللہ جل جلالہ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
دعوت خیر
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
محبی ومحب غوث الاعظم! ....السلام علیکم ورحمة الله وبر کاته! امید ہے کہ آپکے مزاج بخیر ہونگے۔
الجامعۃ الاشرفیۃ (علی مسجد کیمپس)
بفضلہٖ تعالیٰ خانقاہ قادریہ عالیہ کے زیرِ اہتمام "الجامعة الاشرفية" کا قیام رجب ۱۴۲۵ھ/ستمبر ۲۰۰۴ء میں ہوا۔
اِس وقت جامعہ میں طلبہ کیلئے شعبۂ درسِ نظامی قدیم وجدید مع دورۂ حدیث (مساوی ایم اے عربی وایم اے اِسلامیات) اور مرکزی دارُالافتاء سمیت 16/15 شعبے سرگرمِ عمل ہیں۔
مختلف شعبوں سے فارغُ التحصیل طلبہ وطالبات کی مجموعی تعداد 1800 سے زیادہ ہے۔
اَساتذہ وملازمین کی تعداد 24 ہے۔
جامعہ کا ریگولر ماہانہ خرچہ قریباً پانچ لاکھ (500,000) روپے ہے۔
ایک ہال اور پچیس کمروں پر مشتمل دومنزلہ بلڈنگ طلبہ وجامعہ کی دِینی وعلمی سرگرمیوں کیلئے سخت تنگ ہوچکی ہے۔
الجامعۃ الاشرفیۃ (نیک نگر کیمپس)
"الجامعة الاشرفية" نیو کیمپس نیک نگر شریف (برلبِ نہر ساروکی، نیک نگر روڈ، لنک سرگودھا روڈ، گجرات، پاکستان) جہاں ایک مثالی اور وسیع ترین اور پُرشکوہ مسجد، ایک ہزار طلباء اور ایک ہزار طالبات کیلئے الگ الگ خوبصورت کلاس رومز اور ہاسٹل، قرآن محل، ہسپتال، اسلامیہ سکول، عظیم تر لائبریری، بلڈنگ برائے ادارۂ تحقیق وترجمہ وتصنیف کی 47 کنال زمین پر تعمیر شروع ہوچکی ہے۔ جس کا آغاز مسجد سے کیا گیا ہے۔
جامع مسجد وعیدگاہ قطبُ الاولیاء
صرف مسجد کیلئے ایک ایکڑ جگہ مختص کی گئی ہے، جس میں ساڑھے چار کنال پر مسجد تعمیر کی جارہی ہے۔ مسجد کے 16 گنبد اور چار مینار ہونگے۔ ہر مینار 125 فٹ اونچا ہوگا، جبکہ چاروں میناروں میں سیڑھیاں بھی ہونگی۔ مسجد کے تین مرکزی داخلے (Entrances) ہیں۔ مسجد میں 3500 نمازیوں کی گنجائش ہوگی۔ مسجد کی عمارت مضبوطی، وسعت، اور خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ مسجد کی بنیاد کا کام تقریباً پچانوے فیصد ہوچکا ہے، جس پر ایک کروڑ اَسی لاکھ روپے خرچ ہوچکے ہیں۔
مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں جامعہ 2,500,000 روپے کا مقروض ہوچکا ہے۔
اس پُرشکوہ مسجد کی تعمیر وتکمیل کیلئے 20 کروڑ (200,000,000) روپے فوری درکار ہیں۔
اَپنی پاکیزہ کمائی میں سے بیش بہا عطیات دے کر صدقۂ جاریہ کا ثواب حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ جنت میں اپنا گھر بنوایئے! "جس نے اللہ کیلئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اُسکے لئے جنت میں گھر بناتا ہے۔" (حدیثِ نبوی)
نیز زکوٰۃ، چرمِ قربانی، فطرانہ، خیرات وصدقات اور فراخدلانہ عطیات کے ذریعے جامعہ کی پرزور اِمداد فرمایئے!
آپ کا رب جلّ جلالہٗ فرماتا ہے: "اور اگر دین کے کام میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر مدد کرنا فرض ہے۔" (القرآن)
بنک اکاؤنٹ
زکوٰۃ وفطرانہ اس نمبر میں جمع کرایئے!
11700008391003
دیگر عطیات، چندہ، اور خیرات اس نمبر میں جمع کرایئے!
0504502421001561
الملتمس: (خواجہ پیر) مفتی محمد اشرف القادری
مرکزی سجادہ نشین خانقاہ قادریہ عالیہ نیک آباد
بانی ومہتمم اعلیٰ "الجامعۃ الاشرفیۃ" گجرات
Ph:0321-6211870,0321-6209101,0333-8403147,0324-9763787

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیبِکَ خَیرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

هُوَ الْحَبِیبُ الَّذِی تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِکُلِّ هَولٍ مِنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحَمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَونَینِ وَالثَّقَلَینِ
وَالْفَرِیقَینِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَاِنَّ مِنْ جُودِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُومِکَ عِلْمَ اللَّوحِ وَالْقَلَمِ

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ

Monthly
Ahl-e-Sunnat International
Gujrat - Pakistan
Regd. No. CPL 73
www.qadriaashrafia.org
Mob:0333.8403147/0313.9292373

دین کے اس کثیر الفوائد قلعے کی تعمیر و توسیع، تکمیل و ترقی کیلئے مخلصانہ دعائیں کیجئے۔

قربانی کی کھالوں، زکوٰۃ، فطرانہ، دیگر صدقات اور فراخ دلانہ عطیات

کے ذریعے اس عظیم مادرِ علمی کی بقاء و تکمیل میں اپنا کردار ادا کیجئے۔ آپ کا یہ نیک عمل بلاواسطہ دینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معاونت و عظیم صدقۂ جاریہ ہوگا۔

اس وقت **عید قربانی** کی آمد آمد ہے۔ اس مبارک موقع پر اپنے اور اپنے احباب کے **قربانی کے جانوروں کی کھالیں** یا انکی قیمت اپنے مرکزی "الجامعۃ الاشرفیۃ" کے مستحق طلباء و طالبات کو دیکر ثواب دارین حاصل کریں۔ اپنے احباب کو بھی اس کارِ خیر کی طرف متوجہ فرمائیں۔ رقم جمع کرواتے وقت رسید ضرور حاصل کریں۔ فقیر قادری کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو زیادہ برکتوں سے نوازے، دینی و دنیوی سعادتوں و ترقیوں سے ہمکنار فرمائے، اور آپکی مشکلیں آسان فرمائے۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْل۔ دعا گو:

خواجہ پیر مفتی محمد اشرف القادری
مرکزی سجادہ نشین خانقاہ قادریہ عالمیہ، نیک آباد
بانی و مہتمم اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیۃ گجرات

المشتہر
ابوالنبیل محمد حمبیل اعظمی
ناظم شعبہ نشر و اشاعت "الجامعۃ الاشرفیۃ" گجرات، پاکستان
موبائل 0333.8403147/ 0321.6209101
0300.6203388/ 0333.8436514
فون 053. 3525149
053. 3515921